ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۱۴؍جولائی ۲۰۰۰ء شمارہ ۲۸
۱۲؍ربیع الثانی ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۱۴؍وفا ۱۳۷۹ ہجری شمسی


## ابتلاء سے محفوظ رہنے کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے ابتلا میں ماخوذ شخص کو دیکھا اور پھر یہ دعا پڑھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ
وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس ابتلاء سے بچایا جس میں اس نے تجھے ڈالا ہے۔ اور مجھے اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر فضیلت دی، تو اسے وہ ابتلا پیش نہیں آئے گا۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

## قرآن کو بہت پڑھنا چاہئے اور پڑھنے کی توفیق خدا تعالیٰ سے طلب کرنی چاہئے

## خدا تعالیٰ کی راہ میں وہی لوگ کمال حاصل کرتے ہیں جو مجاہدہ کرتے ہیں

”قرآن کو بہت پڑھنا چاہئے اور پڑھنے کی توفیق خدا تعالیٰ سے طلب کرنی چاہئے کیونکہ محنت کے سوا انسان کو کچھ نہیں ملتا۔ کسان کو دیکھو کہ جب زمین میں ہل چلاتا ہے اور قسم قسم کی محنت اٹھاتا ہے تب پھل حاصل کرتا ہے۔ مگر محنت کے لئے زمین کا اچھا ہونا شرط ہے اسی طرح انسان کا دل بھی اچھا ہو، سامان بھی عمدہ ہو، سب کچھ کر بھی سکے تب جا کر فائدہ پاوے گا۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ دل کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط باندھنا چاہئے۔ جب یہ ہوگا تو دل خود خدا سے ڈرتا رہے گا اور جب دل ڈرتا رہتا ہے تو خدا تعالیٰ کو اپنے بندے پر خود رحم آجاتا ہے اور پھر تمام بلاؤں سے اسے بچاتا ہے“۔

(البدر جلد ۲ مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء)

”ہم کبھی ان باتوں سے فخر نہیں کر سکتے کہ رؤیا یا الہام ہونے لگے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ بیٹھ رہیں اور مجاہدات سے دستکش ہو رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ وہ تو فرماتا ہے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ اسی لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ مجاہدہ کرے اور وہ کام کر کے دکھلاوے جو کسی نے نہ کیا ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ صبح سے شام تک مکالمہ کرے تو یہ فخر کی بات نہیں ہوگی کیونکہ یہ تو اس کی عطا ہوگی۔ دھیان یہ ہوگا کہ خود ہم نے اُس کے لئے کیا کیا“۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۸، ۱۹ مورخہ ۸، ۱۲؍مئی ۱۹۰۴ء)

”اس قسم کے لوگ ہمیشہ گزرے ہیں جو چاہتے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی محنت اور تکلیف اور سعی اور مجاہدہ کے وہ کمالات حاصل کرلیں جو مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں۔ صوفیاء کرام کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے آکر اُن سے کہا کہ کوئی ایسا انتظام ہو کہ ہم پھونک مارنے سے ولی ہو جاویں۔ ایسے لوگوں کے جواب میں انہوں نے یہی فرمایا کہ پھونک کے واسطے بھی تو قریب ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ پھونک بھی دور سے نہیں لگتی۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی یعنی کوئی انسان بغیر سعی کے کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون ہے پھر اس کے خلاف اگر کوئی کچھ حاصل کرنا چاہے تو وہ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑتا ہے اور اسے آزماتا ہے اس لئے محروم رہے گا۔ دنیا کے عام کاروبار میں بھی تو یہ سلسلہ نہیں ہے کہ پھونک مار کر کچھ حاصل ہو جائے یا بدُوں سعی اور مجاہدہ کے کوئی کامیابی مل سکے۔ دیکھو آپ شہر سے چلے تو سٹیشن پر پہنچے اگر شہر سے ہی نہ چلتے تو کیونکر پہنچتے؟ پاؤں کو حرکت دینی پڑی ہے یا نہیں؟ اسی طرح سے جس قدر کاروبار دنیا کے ہیں سب میں اوّل انسان کو کچھ کرنا پڑتا ہے جب وہ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وہی لوگ کمال حاصل کرتے ہیں جو مجاہدہ کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۃ العنکبوت:۷۰) پس کوشش کرنی چاہئے کیونکہ مجاہدہ ہی کامیابیوں کی راہ ہے“۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۳۸، ۳۹ مورخہ ۱۰/۱۷؍نومبر ۱۹۰۴ء)

## جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے ممکن نہیں کہ وہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے

## بعض افراد اور بعض اقوام کو دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خصوصی دعاؤں کا تذکرہ

### انڈونیشیا کی سرزمین پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا دوسرا خطبہ جمعہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۰؍جون ۲۰۰۰ء)

(پارنگ، انڈونیشیا، ۳۰؍جون): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو ان دنوں انڈونیشیا کے دورہ پر ہیں آج پارنگ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جہاں جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا آج سے سالانہ جلسہ شروع ہو رہا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ کا یہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کیا گیا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی آیات ۵۶ اور ۵۷ کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا اور فرمایا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعاؤں کا جو ذکر جاری تھا وہ آج اس خطبہ میں اختتام پذیر ہوگا۔ اس میں حضور اکرمؐ کی بہت سی ایسی دعائیں ہیں جو بعض افراد کو دی گئی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو قوموں کو بھی دی گئی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایک موقع پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ کو اپنے بچوں کے ساتھ آنے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا جس کے ذریعہ اللہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو نفع پہنچائے گا۔ چنانچہ وہ معین دن حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے سب کے اوپر ایک چادر ڈالی اور دعا کی کہ اے اللہ عباس اور اس کی اولاد کو ایسی ظاہری و باطنی مغفرت عطا فرما جو کوئی گناہ باقی نہ چھوڑے۔ اے اللہ اسے اپنی اولاد کے درمیان سلامت رکھیو۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کو آنحضور ﷺ نے یمن کے لئے قاضی مقرر فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ میں نوجوان آدمی ہوں میں ان میں کیا فیصلہ کروں گا۔ مجھے تو فیصلہ کرنا نہیں آتا۔ حضور اکرمؐ نے اس پر ان کے سینے پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: اے اللہ! اس کے دل کی رہنمائی فرما اور اس کی زبان کو ثبات عطا فرما۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس دعا کے بعد دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت میں کبھی شک میں مبتلا نہیں ہوا۔ اسی طرح روایت ہے کہ حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھنے آیا کرتی تھیں۔ خیبر کے موقعہ پر جب آنحضور ﷺ نے علم دینے کے لئے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ آپ کی آنکھیں شدید دُکھ رہی ہیں۔ اس وقت آنحضرتؐ نے آپ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ اسی وقت اچھی ہوگئیں۔

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

# میں آپ سب کے لئے قدم قدم پر دعائیں کر رہا ہوں۔ میں آپ سے بہت خوش ہوں۔ اللہ آپ کو بے انتہا فضلوں اور برکتوں سے نوازے

## صدر مملکت انڈونیشیا سے ملاقات، پریس کانفرنس، یونیورسٹی میں خطابات

## انڈونیشیا کی مختلف جماعتوں میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا والہانہ استقبال اور مثالی نظم و ضبط کے روح پرور نظارے

## ہزارہا احمدیوں نے اپنے پیارے امام کی زیارت اور ملاقات کی سعادت حاصل کی

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر) نے جنہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دورہ انڈونیشیا میں قافلہ کے ایک ممبر ہونے کی سعادت حاصل ہے، حضور انور کے سفر کی مصروفیات کی جھلکیوں کے طور پر جو مختصر رپورٹ بھجوائی ہے وہ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے:۔

دوسری قسط)

**۲۳/جون بروز جمعة المبارک:** قبل ازیں ۲۳/جون کی مصروفیات میں نماز جمعہ اور اجتماعی بیعت کی رپورٹ بھجوائی گئی تھی۔ اسی روز چار بجے شام حضور انور Bakti Wanayasa ہال میں تشریف لے گئے۔ (قبل ازیں اسی ہال میں نماز جمعہ ادا کی گئی تھی)۔ حضور انور نے یہاں ایک ہزار سے زائد احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں کو پیار کیا۔ دوران مصافحہ حضور انور خصوصاً بڑی عمر کے بزرگ احباب سے دریافت فرماتے کہ آپ کن کن جماعتوں سے آئے ہیں، کب احمدی ہوئے۔ ان میں سے بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے حضرت مولوی رحمت علی صاحب کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ لوگ مصافحہ کرتے، ہاتھ چومتے، بعض سینے سے لگ جاتے اور اپنا چہرہ حضور کے کپڑوں سے رگڑتے۔ بعض احباب دوران ملاقات روتے اور سسکیاں لیتے۔

مردوں سے مصافحہ کے بعد حضور انور نے خواتین کو شرف ملاقات بخشا۔ خواتین کی تعداد بھی ہزار سے زائد تھی۔ حضور انور نے منتظمین سے دریافت فرمایا کہ کن کن علاقوں سے خواتین یہاں پہنچی ہیں۔ منتظمین نے مختلف جماعتوں کے نام بتائے کہ لمبے سفر کر کے یہاں پہنچی ہیں۔ حضور انور نے خواتین سے فرمایا کہ اپنے بچوں کو میرے پاس لائیں اور پیار کروالیں۔ مائیں اپنے بچوں کو لے کر حضور انور کی طرف لپکیں۔ حضور انور بچوں کو پیار کرتے اور چومتے اور دعائیں دیتے۔ تصاویر تو مسلسل کھینچی جا رہی تھیں۔ بڑا روح پرور منظر تھا۔ بچوں کی مائیں خوشی سے پھولی نہ سماتی تھیں۔

اس پروگرام سے فارغ ہو کر پانچ بج کر چالیس منٹ پر مجلس عرفان شروع ہوئی جو پونے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں اور رات آٹھ بجے حضور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لائے۔

**۲۴/جون بروز ہفتہ:** صبح آٹھ بجکر پچپن منٹ پر حضور انور Gadja Mada یونیورسٹی تشریف لے گئے جہاں حضور نے "To find again the Prophetic Vision of Religion:The New Paradigm of Islamic Thought in the Globalization Era" کے موضوع پر انگریزی زبان میں خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔

☆......اس خطاب کے بعد سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ بڑے سنجیدہ ماحول میں یہ مجلس ہوئی جو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ اس تقریب میں چھ صد افراد مدعو تھے جن میں یونیورسٹی کے پروفیسرز، ڈاکٹرز اور دیگر سرکردہ افراد اور طلباء تھے۔ (اس یونیورسٹی میں طلباء کی تعداد ۴۰ ہزار ہے اور پروفیسر اور لیکچررز کی تعداد ۲۵۰۰ ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے طلباء اس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ Yog yakarta شہر یونیورسٹیوں کا شہر کہلاتا ہے۔ جہاں اس وقت اسّی (۸۰) سے زائد یونیورسٹیاں ہیں)۔ سوال و جواب کے اختتام پر یونیورسٹی کی طرف سے دوپہر کا کھانے کا اہتمام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے معزز مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ بعدہ واپسی ہوئی۔

☆......شام چار بجے حضور انور ایدہ اللہ دوبارہ اسی ہال میں تشریف لے گئے جہاں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد چودہ (۱۴) خاندانوں کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔ ایک ایک خاندان میں تیس سے چالیس تک مردوزن اور بچے تھے اس طرح تقریباً پانچ صد احباب نے ملاقات کی۔ ہر خاندان کی ملاقات علیحدہ علیحدہ گروپ کی صورت میں تھی۔ حضور انور ان کے درمیان رونق افروز ہوتے۔ خاندان کے سرکردہ افراد حضور انور کے دائیں بائیں بیٹھ جاتے اور باقی ممبر باری باری آکر تصاویر کھینچواتے، باتیں کرتے۔ حضور انور بچوں کو اپنی گود میں بٹھاتے اور پیار کرتے اور تصاویر بنانے والے جی بھر کر تصاویر بناتے۔ ساڑھے آٹھ بجے نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں اور پھر واپس رہائش گاہ کی طرف روانگی ہوئی۔

**۲۵/جون بروز اتوار:** آج Yog yakarta شہر سے Cirebon اور پھر Manislor کے لئے روانگی کا دن تھا۔ صبح آٹھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور روانگی کے لئے باہر تشریف لائے اور وہاں موجود احباب کو شرف مصافحہ اور خواتین کو شرف زیارت بخشا۔ سبھی نے اجتماعی تصاویر اتاریں۔ پھر اسٹیشن کی طرف روانگی ہوئی۔ ۹-۱۳ پر ٹرین آئی۔ فرسٹ کلاس کی بوگی پوری ریزرو تھی۔ چند خدام پچھلے اسٹیشن سے اس ڈبہ میں آئے تھے اور اپنی نگرانی میں انجن کے پیچھے لگوائی تھی۔ اسٹیشن پر جماعت کے مردوزن حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے آئے تھے۔ حضور انور نے ہاتھ ہلا کر سب کو خدا حافظ کہا۔ ٹرین نے آہستہ آہستہ اسٹیشن چھوڑا۔ بڑا روح پرور منظر تھا۔ لوگ سسکیاں لے کر رو رہے تھے اور مسلسل ہاتھ ہلا رہے تھے۔ حضور انور بھی جب تک لوگ نظر آتے رہے ہاتھ ہلا کر الوداع کرتے رہے۔ ٹرین کا یہ سفر بہت ہی خوبصورت اور دلفریب تھا۔ ساڑھے چار گھنٹے کے اس سفر میں دونوں اطراف دلکش مناظر تھے۔ پہاڑیاں، وادیاں اور انتہائی سبزہ اور پھلدار درخت...... پونے دو بجے Cirebon (چربون) اسٹیشن پر ٹرین رکی، جہاں ایک بڑی تعداد میں احباب جماعت نے استقبال کیا۔ اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے اور پھر کچھ ہی دیر بعد مشن ہاؤس کے لئے روانہ ہوئے۔

☆......چار بجے شام حضور انور نے مشن ہاؤس میں ایک نئے تعمیر ہونے والے ہال کا معائنہ فرمایا اور اس کا نام "مبارک ہال" حضور نے خود تختی پر سنہرے پین سے تحریر فرمایا۔ پھر سب لوگوں کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ خواتین سے ملاقات کی، بچوں سے پیار کیا اور پھر وہی منظر کہ آنکھوں سے مسلسل آنسو رواں ہیں۔

☆......ساڑھے چار بجے یہاں سے مانسلور (Manislor) کے لئے روانگی ہوئی۔ چربون سے مانسلور کا فاصلہ ۱۷ کلومیٹر ہے۔ پانچ بجے مانسلور آمد ہوئی۔ مانسلور کا علاقہ اللہ کے فضل سے ۸۰ فیصد سے زائد احمدی گھرانوں پر مشتمل ہے۔ یہاں چار ہزار سے زائد احباب جماعت نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ سڑکیں گلیاں لوگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ بچیاں مسلسل احمدیت کے نغمے گا رہی تھیں۔ انتہائی ایمان افروز منظر تھا۔ یہاں اردگرد کی جماعتوں سے قافلے ۴۲ بسوں کے ذریعہ پہنچے تھے۔

حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد میں بیعت کی تقریب ہوئی۔ ۴۰۱ کی تعداد میں لوگ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ اجتماعی بیعت کے بعد حضور انور نے تمام حاضرین کو شرف مصافحہ بخشا۔ مصافحہ کرنے والے احباب کی تعداد دو ہزار سے زائد تھی۔ اس کے بعد حضور خواتین کی طرف تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے ترانہ پیش کیا۔ حضور انور کچھ دیر خواتین میں تشریف فرما رہے خواتین کی

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

انڈونیشیا میں تعمیر شدہ ایک خوبصورت مسجد۔ مسجد الحکمۃ

# رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِین صلی اللہ علیہ وسلم

رقم فرمودہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(چوتھی اور آخری قسط)

## انسانی ضمیر کے لئے رحمت

جب میں نے دیکھا کہ سب قوموں میں نبی گزرے ہیں اور سب ہی کے پاس شمع ہدایت موجود ہے جس کے ذریعے اگر وہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ کا کامل نور پا سکتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ باوجود اس حسد اور بغض کے جو مختلف قوموں کو دوسرے مذاہب کے بزرگوں اور کتب سے ہے پھر بھی وہ اشتراک اور وہ مناسبت جو ایک دوسرے کے مذاہب میں پائی جاتی ہے اور ان اعلیٰ تعلیمات کی وجہ سے جو ان کی کتب میں بھری پڑی ہیں دنیا میں صلح اور امن کی تو ایک بنیاد قائم ہو گئی ہے گو غیر یت اور غیرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے بزرگوں کو تسلیم نہ کریں لیکن کم از کم اس اتحاد نے دنیا کو لڑائی اور جھگڑوں سے تو ضرور بچا لیا ہو گا۔ لیکن میری حیرت کی حد نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں کو مار پیٹ رہے تھے اور طرح طرح سے دکھ دے رہے تھے کہ تم کیوں اپنا عقیدہ چھوڑ کر ہمارے عقیدے کو قبول نہیں کر لیتے؟ میں نے دیکھا بعض کو گالیاں دی جا رہی تھیں، بعض کو پیٹا جا رہا تھا، بعض کا بائیکاٹ کیا جا رہا تھا۔ بعض پر تمدنی دباؤ ڈالا جا رہا تھا اور بعض پر اقتصادی۔ لیاقت تو موجود ہوتی لیکن ملازمت نہ دی جاتی۔ اچھا مال فروخت کرنے کے لئے ان کے پاس ہوتا لیکن ان سے خرید و فروخت نہ کی جاتی۔ عدالتوں میں بلاوجہ اور بے قصور ان کو کھینچا جاتا۔ بعض کو تو جلاوطن کیا جاتا اور بعض کو تلوار سے ڈرا کر اپنا مذہب چھوڑنے کے لئے کہا جاتا۔ میں نے دیکھا کہ بعض دفعہ جس پر جبر کیا جاتا تھا اس کا عقیدہ جبر کرنے والے سے سینکڑوں گنے زیادہ اچھا ہوتا۔ بعض دفعہ جبر کرنے والے کے اعمال نہایت گندے ہوتے اور جبر کے تختۂ مشق کے اعمال نہایت پاکیزہ ہوتے۔ میں حیران ہو کر دیکھتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ جب بعض لوگ ان جابروں سے پوچھتے کہ آخر یہ ظلم کیا ہے اور ان لوگوں کو کیوں دکھ دیا جاتا ہے۔ تو لوگ جواب میں کہتے کہ آپ اپنے کام سے کام رکھیں، ہم لوگ انصاف کر رہے ہیں اور ظلم نہیں بلکہ حقیقی خیر خواہی کرنے والے ہیں۔ اگر مادی طور پر ہم نے کچھ سختی کر لی تو اس کا حرج کیا ہے جبکہ ان کی روح کو ہم نجات دلا رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ یہ ظلم ترقی کرتے کرتے اس قدر بڑھ گیا کہ بعض لوگوں کو صرف اس جرم پر آزار پہنچائے جانے لگے کہ وہ کیوں اپنے رب کی آواز کو سنتے ہیں۔ اور بعض کو اس لئے کہ کیوں توحید کے قائل ہیں۔ اور بعض کو اسلئے کہ کیوں خدا تعالیٰ کی طرف ظلم اور کمزوری منسوب نہیں کرتے اور میں نے لوگوں کو اس لئے بھی دوسروں پر جبر کرتے دیکھا کہ وہ کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔

آہ! یہ ایک بھیانک نظارہ تھا جسے دیکھ کر میری روح کانپ گئی اور میں نے کہا آخر ان نبیوں کے آنے کا کیا فائدہ ہوا۔ یہ شریعتیں کس مصرف کی ہیں کہ ان کے باوجود یہ ظلم ہو رہے ہیں۔ اور میں ابھی اس سلوک پر حیرت کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا بعض لوگ عبادت کے لئے عبادت گاہوں کی طرف آنا چاہتے تھے کہ بعض دوسرے لوگوں نے ان کو روکا اور کہا کہ تم کو کس نے کہا ہے کہ ان مقدس مقامات کو ناپاک کرو۔ اور کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ جبکہ تم عشائے ربانی میں فطیری کی جگہ خمیری روٹی استعمال کرتے ہو یا مقدس اشیاء کو دستانے پہن کر پکڑ لیتے ہو۔ تم ہماری عبادت گاہوں میں داخل ہو کر انہیں نجس کرنا چاہتے ہو۔ غرض اس قسم کی باتیں تھیں جن پر میں نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے کو عبادت گاہوں سے روک رہے تھے اور نتیجہ یہ تھا کہ لوگوں کی توجہ عبادت سے ہی ہٹ رہی تھی۔

پھر میں نے دیکھا کہ بعض لوگ اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں اور انہوں نے ثواب کا سب سے بڑا کام یہ سمجھا کہ جہاں موقعہ ملا دوسروں کی عباد تگاہ گرا دی۔ یہود، مسیحیوں کی عبادت گاہیں اور مسیحی یہودیوں کی، اور بدھ ہندوؤں کی اور ہندو بدھوں کی عبادت گاہیں گرا رہے تھے اور اپنے اعمال پر فخر کر رہے تھے۔ اور ہر ایک شخص یہ خیال کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کا پیمانہ اس کے لئے دوسری اقوام کی عبادت گاہوں کے گرانے کے کام کے مطابق وسیع ہو گا۔ آہ! یہ مقدس جذبات کی بے حرمتی کا ایک حیا سوز نظارہ تھا، ایک دل ہلا دینے والا منظر تھا۔ میں نے کہا کیا یہ ترقی ہے جو دنیا نے ان ہزاروں سالوں میں کی ہے۔ جن میں قریباً ہر صدی نے ایک نبی پیدا کیا ہے۔ کیا یہ ارتقاء ہے جسے علمائے سائنس ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ میں شاید نبیوں کے کاموں کی پائداری کا قائل ہی نہ رہتا اگر وہی پاکیزہ آواز، مقدس آواز جو پہلے میرے شبہات کا ازالہ کرتی رہی تھی پھر بلند نہ ہوتی۔ پھر میں اسے دنیا کی آوازوں کو دباتے ہوئے نہ پاتا۔ پھر اسے جلالی انداز میں یہ کہتے نہ سنتا کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ باطل تو بھاگا ہی کرتا ہے۔ دین کے معاملہ میں جبر ہرگز جائز نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہدایت اور گمراہی میں کامل فرق کر کے دکھا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک ضروری امر کو کھول دیا ہے اور بقدر ضرورت جسمانی پانی کی طرح وہ مختلف ممالک میں روحانی پانی برساتا رہا ہے۔ ان کے اختلاف اس امر پر دلالت نہیں کرتے کہ وہ پانی پاک نہیں بلکہ صرف مختلف ممالک اور مختلف زمانوں کے لوگوں کی طبائع اور ضرورتوں کے فرق پر دلالت کرتے ہیں۔ جس کو جب اور جو ضرورت ہوئی خدا تعالیٰ نے ضرورت کے مطابق سامان ہدایت پیدا کر دئے۔ پس ان اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اور اگر کوئی ناحق پر بھی ہو تب بھی اسے جبر سے نہ منواؤ کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ دل کی حالت کے مطابق ہے، نہ کہ زبان کے قول کے مطابق۔ خدا تعالیٰ کو تمہاری باتیں اور تمہارے ظاہری اعمال نہیں پہنچتے بلکہ اس کے حضور میں تمہارے دل کی کیفیت پہنچتی ہے۔ جو جبر سے نہیں پیدا ہو سکتی۔ ایک دوسرے کو عبادت گاہوں میں عبادت کرنے سے نہ روکو، کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ جو خدا کا نام لینا چاہتا ہے خواہ کسی طریق پر نام لے اسے اجازت دو تا لوگوں میں عبادت کی طرف توجہ ہو اور لامذہبی ترقی نہ کرے۔ لوگوں کی عبادت گاہوں کو نہ گراؤ خواہ آپس میں کس قدر ہی اختلاف کیوں نہ ہو کیونکہ اس سے ظلم اور فتنہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور امن کا قائم ہونا لمبے زمانے تک ناممکن ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کو تباہ کر دے گا اور نئی قومیں پیدا کرے گا جو اس کے حکم کے ماتحت عبادت گاہوں کی حفاظت کریں گی۔ اس آواز نے میرے خدشات کو دور کر دیا، میرے خیالات کو مجتمع کر دیا اور میں نے پھر آزادی کا سانس لیا جس میں ایک طرف تسلی اور دوسری طرف درد ملا ہوا تھا۔ تسلی اس لئے کہ میں نے دیکھا کہ دنیا کی اصلاح کا دن آ گیا ظلم مٹایا جائے گا۔ اور درد اس لئے کہ اس آواز کے مالک کی طرف میرا دل زیادہ سے زیادہ کھینچا جا رہا تھا۔ مگر تیرہ سو سال کا زمانہ پوری تیرہ ناقابل گزر صدیاں میرے اور اس کے درمیان میں حائل تھیں۔ مگر بہر حال میرے دل سے پھر ایک آہ نکلی اور شکر و امتنان سے بھرے ہوئے دل سے میں نے کہا کہ یہ آواز انسانی ضمیر کے لئے بھی ایک رحمت ثابت ہوئی۔

## معذوروں کے لئے رحمت

اس کے بعد میری نگاہ انسانوں میں سے معذوروں پر پڑی۔ میں نے دیکھا کہ انسانوں میں سے کافی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو کسی نہ کسی وجہ سے ناکارہ اور بے مصرف نظر آتے ہیں۔ ان میں سے اندھے ہیں اور بہرے ہیں اور گونگے ہیں اور لنگڑے ہیں اور اپاہج اور مفلوج ہیں اور کمزور جسموں والے ہیں اور بیمار ہیں اور بوڑھے ہیں یا چھوٹے ہیں، بیکار ہیں اور بے سروسامان ہیں اور بے یار و مددگار ہیں۔ میں نے دیکھا یہ مخلوق خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ دلچسپ مخلوق تھی۔ میں نے ان میں سے ایسے لوگ دیکھے کہ باوجود اپاہج ہونے کے ان کے دل شرارت سے لبریز تھے۔ اگر کسی کے ہاتھ نہ تھے تو وہ پاؤں سے چوری کرنے کی کوشش کرتا تھا اور اگر پاؤں نہ تھے تو گشت کر بدی کے مقام پر جانا چاہتا تھا۔ اور اگر آنکھیں نہ تھیں تو وہ کانوں سے بدنظری کا مرتکب ہونے کی کوشش کرتا تھا یا ہاتھوں سے چھو کر اپنے بدخیالات کو پورا کرنے کی سعی کرتا تھا۔ بے یار و مددگار لوگوں کو میں نے دیکھا ان کے چہروں پر بادشاہوں سے زیادہ نخوت کے آثار تھے۔ بے کسوں کو دیکھا کہ اپنی بے کسی کی حالت میں وہ دوسروں کو گرانے کے لئے کوشاں تھے۔ مگر میں نے انہی لوگوں میں ایسے لوگ دیکھے جن کے دل خدا کے نور سے پر تھے، ان کی آنکھیں نہ تھیں مگر وہ بینا لوگوں سے زیادہ تیز نظر رکھتے تھے۔ ظاہری کان نہ تھے مگر ان کی سماعت غضب کی تیز تھی۔ ہاتھ نہ تھے مگر جس نیکی کو پکڑتے تھے چھوڑنے کا نام نہ لیتے۔ پاؤں نہ تھے مگر نیکی کی راہوں پر اس طرح چلتے تھے جس طرح تیز گھوڑا دوڑتا ہے۔ مگر باوجود ان کے اچھے ارادوں اور میسر شدہ سامانوں کے مطابق کوشش کرنے کے پھر بھی وہ اس قسم کے عمل نہیں کر سکتے تھے جو تندرست اور طاقت رکھنے والے لوگ کر سکتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے وہ ظاہر بینوں کی نگاہ میں نکمے اور ناکارہ نظر آتے تھے۔ میں نے دیکھا ان کو ہاتھوں کے نہ ہونے کے اس قدر صدمہ نہ تھا جس قدر اس کا کہ وہ ان نیک کاموں کو بجا نہیں لا سکتے کہ جن میں ہاتھ کام آتے ہیں۔ انہیں آنکھوں کے جانے کا اس قدر صدمہ نہ تھا جس قدر اس کا کہ وہ ان نیک کاموں سے محروم ہیں جن میں آنکھیں کام آتی ہیں۔ غرض ہر کمزوری جو ان میں پائی جاتی تھی خود اس کمزوری کا ان کو احساس نہ تھا لیکن اس کمزوری کے نتیجہ میں جس قسم کی نیکیوں سے وہ محروم رہتے تھے ان کا ان کو بہت احساس تھا۔ میں نے ان لوگوں کو ہزار بدصورتیوں کے باوجود خوبصورت پایا اور ہزار عیبوں کے باوجود کامل دیکھا۔ اور میں جوش سے کہہ اٹھا کہ باوجود مذاہب کے اختلاف کے اس میں تو کسی کو اختلاف نہ ہو گا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نہایت خوبصورت مخلوق ہے۔ ان کے عیب پر ہزار کمال قربان ہو رہا ہے۔ اور یہ لوگ ثابت کر رہے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ فضل کرے تو میلے کے ڈھیر پر سے بھی پاکیزہ روئیدگی پیدا ہو سکتی ہے۔

مگر میری حیرت کی حد نہ رہی کہ جب ایک جماعت مجھ سے اس بارہ میں اختلاف پر تیار ہو گئی اور بعض نے کہا کہ ایسے ناپاک لوگوں کو آپ اچھا کہتے ہیں، ان سے تو الگ رہنے کا حکم ہے اور ان کے ساتھ مل کر کھانا تک ناجائز ہے۔ اور نہ ان سے چھونا درست ہے۔ ایک اور جماعت بولی یہ اپنے گزشتہ اعمال کی سزا بھگت رہے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے پیارے کس طرح ہو سکتے ہیں بلکہ انہوں نے ان کے گناہ تک گنائے کہ گزشتہ زندگی میں فلاں گناہ کر کے آنکھیں ضائع ہوئیں، فلاں گناہ کر کے کان ضائع ہوئے وغیرہ۔ اور بعض نے ہنس کر کہا کہ خیر یہ تو بے وقوفی کی باتیں ہیں۔ اصل میں ان پر دیو سوار ہیں۔ ہمارے خداوند ان دیووں کو نکالا کرتے تھے اور ان کے بعد ان کے شاگرد۔ مگر اب ایسے لوگ ہم میں موجود نہیں رہے۔ میں نے کہا کہ الٰہی دنیا کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ دل کے اندھے، آنکھوں کے اندھوں پر اور دل کے بہرے، کانوں کے بہروں پر

ہنستے ہیں۔ یہ بدصورت اور کریہہ المنظر لوگ ان اپاہجوں کے حسن کو کیا جانیں جن کے دل تیرے نور سے منور اور جن کے سینے تیری محبت کے پھولوں سے رشک صد مرغزار بن رہے ہیں۔ آہ میں کس طرح مانوں کہ تو بھی بنیوں کی طرح یہ دیکھتا ہے کہ کسی کی تھیلی میں کیا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ کسی کے دل میں کیا ہے۔

مگر میرے خیالات کی رو کو پھر اسی عقدہ کشا آواز نے روک دیا۔ وہ ناز و رعنائی سے بلند ہوئی۔ اس ناز سے کہ کسی معشوق کو کب نصیب ہوا ہوگا۔ اس شان سے کہ کسی بادشاہ کو خواب میں بھی حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ اور اس نے کہا کہ اے کام کرنے والو! اے خدا کی راہ میں جانیں قربان کرنے والو! مت خیال کرو کہ خدا کے حضور میں تم ہی مقبول ہو اور اس کے انعامات کے تم ہی وارث ہو۔ یاد رکھو کہ کچھ تمہارے ایسے بھائی بھی ہیں کہ جو بظاہر ان عمل کی وادیوں کو نہیں طے کر رہے جن کو تم طے کر رہے ہو، ان کٹھن منزلوں میں سے نہیں گزر رہے جن میں سے تم گزر رہے ہو لیکن پھر بھی وہ تمہارے ساتھ ہیں، تمہارے شریک ہیں، تمہارے ثوابوں کے حصہ دار ہیں اور خدا تعالیٰ کے ایسے مقرب ہیں جیسے کہ تم۔ میں نے دیکھا کہ نیکوکاروں کی وادی میں ایک عظیم الشان ہلچل پیدا ہوئی اور سب بے اختیار چلا اٹھے کہ کیوں ایسا کیوں ہے؟ اس مقدس آواز نے جواب دیا اس لئے کہ گو ان کے ہاتھ بوجہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ معذوریوں کے تمہارے ساتھ شامل ہونے کی اجازت نہیں دیتے مگر ان کے دل تمہارے ساتھ ہیں۔ جب تم عمل کی لذتوں سے مسرور ہو رہے ہوتے ہو وہ غم اور حرمان کے تلخ پیالے پی رہے ہوتے ہیں۔ بیشک جام مختلف ہیں، بے شک شراب جدا جدا ہے لیکن کیف میں کوئی فرق نہیں، نتیجہ ایک ہی ہے۔ تم جس مقام کو پاؤں سے چل کر پہنچتے ہو وہ دل کے پروں سے اڑ کر جا پہنچتے ہیں۔ ان کو ناپاک مت کہو۔ جو ان میں سے نیک ہیں وہ تم میں سے پاکیزگی میں کم نہیں۔ میری روح وجد میں آگئی۔ میرا دل خوشی سے ناچنے لگا۔ میں نے کہا صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ، انصاف اس کو کہتے ہیں۔ میرے دل سے پھر اک آہ نکل گئی اور میں نے کہا طاقتور کے ساتھی تو سب ہوتے ہیں مگر یہ آواز معذوروں کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی۔

## آئندہ نسلوں کے لئے رحمت

میں کہاں کہاں تم کو اپنے ساتھ لئے پھروں۔ میں نے اس عالم خیال میں بیسیوں اور مقامات کی سیر کی۔ لیکن اگر میں ان کیفیات کو بیان کروں تو یہ مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اب صرف ایک اور نظارہ کو بیان کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ غیبی آواز ماضی کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی اور حال کے لئے بھی مگر اس کا معاملہ مستقبل میں کیسا ہے۔ میں نے کہا آئندہ نسلیں لوگوں کو اپنی جانوں سے کم پیاری نہیں ہوتیں۔ ماں باپ خود فنا ہونے کو تیار ہوتے ہیں بشرطیکہ ان کی اولاد بچ جائے، بلکہ سچ پوچھو تو ہر روز اپنے آپ کو اولاد کی خاطر تباہی میں ڈالتے رہتے ہیں۔ پھر ماضی اور حال کسی کو کب تسلی دے سکتے ہیں جبکہ مستقبل تاریک نظر آتا ہو۔ جبکہ آئندہ نسلیں فلاح و کامیابی کی راہوں پر چلنے سے روک دی گئی ہوں۔ میں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو انسانی فطرت کے خلاف ہے کہ کوئی اپنی نسلوں کی تباہی پر راضی ہو جائے۔ اس لئے مستقبل کے متعلق تو ضرور سب مذاہب متحد ہونگے۔ اور اس مقدس وجود سے ان کو اختلاف نہ ہوگا جو دوسرے امور میں ان سے اختلاف کرتا رہا ہے اور ان کے لئے صحیح عقیدہ یا صحیح عمل پیش کرتا رہا ہے۔ تب میں نے عالم خیال میں ہندو بزرگوں سے سوال کیا کہ آئندہ نسلوں کے لئے آپ میں کیا وعدے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وید آخری اور اول کتاب ہے۔ اس کے بعد اور کوئی کتاب نہیں۔ میں نے کہا میں تو کتاب کے متعلق سوال نہیں کرتا، میں تو پوچھتا ہوں کہ جو پہلوں نے دیکھا کیا آئندہ نسلوں کے لئے بھی اس کے دیکھنے کا امکان ہے۔ وید دوبارہ نہ نازل ہوں لیکن ویدوں نے جو عجائبات پہلے لوگوں کو دکھائے کیا ویسے ہی عجائبات پھر بھی دنیا کے لوگ دیکھیں گے، اور اپنے ایمانوں کو تازہ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ افسوس ایسا نہیں ہو سکتا۔ آخر ویدوں کے زمانہ جیسا زمانہ اب دنیا کو کس طرح مل سکتا ہے۔

میں نے بدھوں سے سوال کیا اور انہوں نے بھی کوئی ایسی امید نہ دلائی۔ زردشتی لوگوں نے بھی اس پرانے اچھے زمانہ کا وعدہ اپنی اولادوں کے لئے نہ دیا۔ یہود نے کہا کہ ذکریا تک تو خدا تعالیٰ کا کلام لوگوں پر اترتا رہا اور اس کے معجزات لوگوں کے ایمان تازہ کرتے رہے ہیں لیکن اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ مسیحیوں نے کہا حواریوں تک تو روح القدس اترا کرتا تھا مگر اب اس نے یہ کام ترک کر دیا ہے۔ میں نے کہا اور آئندہ نسلیں؟ کیا اب وہ محروم رہیں گی؟ کیا اب ان کے ایمانوں کو تازہ کرنے کے لئے کوئی سامان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ افسوس اس رنگ میں اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں حیران تھا کہ لوگ کس طرح اپنی اولادوں کو محروم کرنے پر رضامند ہو گئے اور کیوں وہ خدا تعالیٰ کے آگے نہ چلائے کہ اگر اولاد کی محبت دی ہے تو ان کی ترقی کے سامانوں کے وعدے بھی تو کر۔ مگر میں نے دیکھا ان لوگوں میں کوئی حس نہ تھی۔ وہ اس پر خوش تھے کہ خدا کا کلام اور اس کے معجزات پرانے زمانہ میں ختم ہو گئے۔ گویا خدا کا کلام نعوذ باللہ کوئی لعنت تھا کہ شکر ہے اس سے ان کی اولادوں کو نجات ملی۔ میں دلگیر و افسردہ ہو کر ان لوگوں کی طرف سے ہٹا اور میں نے کہا وہ نور بھی کیا جس کی روشنی بند ہو جائے اور وہ خدا ہی کیا جس کی جلوہ گری ماضی میں ہی ختم ہو جائے۔ کہ پھر میں نے اس موہنی پیاری دلکش آواز کو بلند ہوتے ہوئے پایا۔ پھر اسے ایک انداز دلربائی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو نعمت ہم نے پائی اسے اپنے تک محدود نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ کے لئے بنی نوع انسان میں تقسیم کر دیا۔

خدا تعالیٰ کی نعمتیں ماضی سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ وہ اسی طرح مستقبل کا بھی رب ہے جس طرح ماضی کا۔ جو کوئی بھی اس سے سچا تعلق رکھے گا اس کا کلام اس پر نازل ہوگا۔ اس کے نشانات اس کے لئے ظاہر ہونگے۔ اس کی محبت محدود نہیں کہ وہ اسے گزشتہ لوگوں پر تقسیم کر چکا۔ وہ ایک غیر محدود خزانہ ہے جس سے ہر زمانہ کے لوگ علی قدر مراتب حصہ لیں گے۔ ہر ایک سچے دل سے کہے گا کہ اللہ میرا رب ہے اور اس تعلق پر سچے عاشقوں کی طرح قائم ہو جائے گا خدا کے فرشتے اس پر نازل ہونگے اور اس کے رب کا پیغام اس کو آ کر دیں گے اور اس کی محبت بھری باتیں اس کے کان میں ڈالیں گے اور غموں اور فکروں کے وقت اس کے دوش بدوش کھڑے ہونگے اور بشارت دیں گے کہ اللہ تمہارا دوست اور تمہارا مددگار ہے۔ پس کچھ فکر نہ کرو اور غم نہ کرو۔ اور الہام الٰہی کا دروازہ ہمیشہ ان کے لئے کھلا رہے گا اور ان کے عشق کو رد نہ کیا جائے گا بلکہ قبول کیا جائے گا۔ اور وہ سب درجے جو پہلوں کو ملے ہیں ان کو بھی ملیں گے۔ میں نے یہ بشارت سن کر بے اختیار کہا اللہ اکبر۔ یہ آواز تو آئندہ نسلوں کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی۔ اگر آئندہ کے لئے آسمانی نعمتوں کا دروازہ بند ہو جاتا تو عاشق تو جیتے جی ہی مر جاتے۔ جن کے دل میں عشق الٰہی کی چنگاری سلگ رہی ہے انہیں جنت بھی اسی لئے اچھی لگتی ہے کہ اس میں معشوق ازلی کا قرب نصیب ہوگا۔ ورنہ انار اور انگور ان کے لئے کوئی دلکشی کا سامان نہیں رکھتے۔ اگر قرب سے ہی ان کو محروم کیا جانا تھا جیسے کہ دوسرے لوگ کہتے ہیں تو ان لوگوں کے لئے پیدا ہونا یا نہ ہونا برابر تھا۔ پس مبارک وہ جس نے آئندہ نسلوں کو بھی امید سے محروم نہ کیا اور عاشقوں کو معشوق کے وصال کی خوشخبری سنا کر ہمیشہ کے لئے اپنا دعاگو بنا لیا۔

مگر اب تو میرے دل سے ایک بہت ہی درد بھری آہ نکلی اور میں نے کہا کہ کیا ان تیرہ صدیوں، ناقابل گزر تیرہ صدیوں کے لئے جن کو ماضی کی مہر نے بالکل ہی عبور کے قابل نہیں چھوڑا، طے کرنے کا کوئی راستہ نہیں۔ کیا میرے اور میرے محبوب کے درمیان ایسی سد سکندری حائل ہے جس کو توڑنا بالکل ناممکن ہے؟ کیا اس مایوسی کی تاریکی کو امید کی کوئی کرن بھی نہیں پھاڑتی؟

میں انتہائی کرب میں تھا کہ مجھے ایک اور آواز سنائی دی۔ ایسی قریب کہ اس کے قرب کا اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ وہ میری رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب تھی۔ اور اس نے کہا افسوس نہ کر، میری طرف دیکھ۔ جو چیز تیرے لئے ماضی ہے میرے لئے حال۔ بے شک کمزور انسان ماضی کو ناقابل وصول سمجھتا ہے اور سمجھتا رہا ہے لیکن میرے سامنے ماضی اور مستقبل سب ایک سے ہیں۔ جس وجود کو تو دیکھنا چاہتا ہے میں نے اس کے ماضی کو مستقبل سے بدل دیا ہے۔ میری طرف سیدھا چلا آ۔ تو اس کو میرے قرب میں میری جنت کے اعلیٰ مقامات میں میرے کوثر کے کنارے پر اسی طرح میری نعمتیں تقسیم کرتا ہوا پائے گا جس طرح تیرہ صدیاں گزریں دنیا کے لوگوں نے اسے ہر قسم کی نعمتیں تقسیم کرتے ہوئے پایا تھا۔ کیوں وہ سب کے لئے رحمت نہ ہو کہ میں نے اسے پیدا ہی تقسیم کے کام کے لئے کیا تھا۔ تبھی تو وہ ابوالقاسم کہلایا۔ اور تبھی تو اس نے منع کیا کہ کوئی شخص اس کی کنیت اختیار نہ کرے۔

میں نے کہا اے میرے دل میں بولنے والے! میں تیرے ازلی حسن پر قربان۔ بے شک میرا محمد رحمۃ للعالمین تھا لیکن تو رب العالمین ہے۔ تیری رحمت کے قربان! ماضی کے ایک منٹ کو کوئی واپس نہیں لا سکتا لیکن تو نے تیرہ صدیوں کے ماضی کو مستقبل بنا دیا اور وہ جسے ہم خیال کرتے تھے کہ پیچھے چھوڑ آئے اس کی آئندہ ملاقات کا وعدہ دلایا۔ اے میرے محمدؐ کے معشوق! آ میرے دل میں بھی گھر کر لے۔ تیرا حسن سب سے بالا ہے، تیری شان سب سے نرالی ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے میری آنکھ سے ایک آنسو نکل پڑا۔ وہ میرے رخسار پر ڈھلکا ہی تھا کہ میری ایک بیوی میرے کمرے میں داخل ہوئی۔ میں نے عشق کا راز فاش ہونے کے خوف سے جھٹ وہ آنسو پونچھ دیا ورنہ نہ معلوم اس کے کتنے اور ساتھی اس کے پیچھے چلے آتے۔

(بشکریہ: اخبار الفضل قادیان دارالامان خاتم النبیین نمبر۔ مورخہ ۲۶؍نومبر ۱۹۳۲ء)

---

**بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول**

حضور ایدہ اللہ نے کھانے میں برکت کے معجزات نبوی کا بھی ذکر فرمایا۔ اور اس سلسلہ میں غزوہ خندق کے وقت کا واقعہ تفصیل سے بتایا کہ کس طرح آنحضرتؐ کی دعا کی برکت سے تھوڑا سا کھانا ہزاروں کے لئے کافی ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن عباسؓ کو دعا دی تھی کہ اے اللہ اسے کتاب اور حکمت سکھا۔ حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ آنحضرتؐ سے عرض کی تو آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! اسے ثبات عطا کر اور ہادی اور مہدی بنا۔ اس دعا کے بعد آپ ۵۰ مرتبہ مختلف اسلامی مہمات میں شامل ہوئے اور کامیاب گھڑ سوار کے طور پر کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے بعض اور صحابہ کے لئے آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا بھی ذکر فرمایا۔

آخر پر حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات دعا سے متعلق پڑھ کر سنائے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا ہے اور اس سے حل مشکلات چاہتا ہے بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچائے وہ خدا تعالیٰ سے عافیت قلب پا لیتا ہے۔ اسی طرح آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے ممکن نہیں کہ وہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے۔

## خطبہ جمعہ

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ اسوہ تھا کہ بعض دفعہ دعا کے ساتھ ساتھ دوا بھی تجویز فرماتے تھے

## مختلف بیماریوں سے شفایابی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف دعاؤں کا تذکرہ

**دعا کی قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ کلام الٰہی میں مضطر سے مراد وہ ضرر یافتہ ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ کہ سزا کے طور پر**

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲/جون ۲۰۰۰ء ۲/احسان ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام بیت السلام۔ برسلز۔ بلجیم

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ. قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾۔(سورة النمل:۶۳)

یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے۔ اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

یہ عجیب تصرف ہے کہ دو تین دن پہلے لندن میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ایک دوست کا خط پیش کیا جس میں انہوں نے بڑے زور سے استدعا کی تھی کہ بیماریوں سے شفا پانے سے متعلق بھی تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث بیان کریں، آپؐ کی دعائیں بیان کریں کیونکہ ہر جگہ لوگوں کو بیماریوں کا سامنا رہتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اُن الفاظ میں دعا کریں جن الفاظ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنوں کی بیماریوں کے لئے شفا کی دعا کیا کرتے تھے اور غیروں کی بیماریوں کی شفا کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس خطبہ کے لئے میں نے پہلے ہی انہیں دعاؤں کا انتخاب کر رکھا تھا جو بیماریوں سے شفا کے متعلق ہیں۔

سو پہلی دعا جو لی گئی ہے وہ مسلم کتاب السّلام باب الطّب و المرض والرقیّ سے لی گئی ہے۔ یاد رکھیں ہر موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعائیں ہمیشہ ایک نہیں ہوا کرتی تھیں بلکہ مختلف الفاظ میں آپؐ دعا کیا کرتے تھے اس لئے ان سب دعاؤں کو میں نے یکجا کر دیا ہے اور آپ سب پر منحصر ہے کہ جس دعا سے زیادہ متاثر ہوں اس دعا کو اختیار کر لیں۔ مگر حسب موقعہ مختلف دعائیں استعمال ہو سکتی ہیں اور انسان کا دل خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس موقعہ کے لئے مجھے کس دعا کی ضرورت ہے۔

پہلی دعا مسلم کتاب السلام باب الطب سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا: ہاں میں بیمار ہوں۔ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ دعا کی: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں آپؐ پر دم کرتا ہوں۔ وہ آپؐ کو ہر ایسی بات سے محفوظ رکھے جو نقصان دہ ہے۔ ہر ایک چیز سے بچائے جو دکھ دے سکتی ہے۔ وہ ہر برے شخص کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی بد نظری سے آپ کی حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں آپؐ پر دم کرتا ہوں۔

شفا کے لئے دوسری دعائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مروی ہیں ان میں ایک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے جو ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب کسی بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو اس کے لئے دعا کرتے: "اے تمام لوگوں کے رب اس کی بیماری دور فرما اور اسے شفا عطا کر کیونکہ شفا عطا کرنے والا تو ہی ہے۔ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ اے تمام لوگوں کے رب! اس کی بیماری دور فرما اور اسے شفا عطا کر کیونکہ شفا عطا کرنے والا تُو ہی ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا عطا کر کہ کچھ بھی بیماری باقی نہ رہے۔(سنن ابن ماجه ۔ كتاب الطب باب ما عوّذ به النبی ﷺ وما عوّذ به)

ایک حدیث ابن ماجہ سے لی گئی ہے جس میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بخار جہنم کی لپیٹ سے ہے۔ یعنی ایک قسم کی جہنم ہے آگ سی لگ جاتی ہے بدن کو اس لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ آپ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کی تیمارداری کو گئے اور دعا کی کہ اے اللہ! جو لوگوں کا رب ہے اور لوگوں کا معبود ہے اس تکلیف کو دور فرما دے۔(سنن ابن ماجه كتاب الطب با ب الحمّیٰ من فيح جهنم فابردوها بالماء)

یاد رکھیں آج کل بھی، اس ترقی کے زمانہ میں بھی بعض دفعہ بہت تیز بخاروں سے نپٹنے کے لئے ان کو پانی سے ٹھنڈا کرنے کا طریق ڈاکٹر اختیار کرتے ہیں اور بعض اوقات تو ٹھنڈا پانی ان پر انڈیلا بھی جاتا ہے لیکن جس بخار کا اترنا مقدر نہ ہو وہ باوجود اس کے خواہ ان پر ٹھنڈے پانی کی مشقیں انڈیل دے وہ اترتا نہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے بعض ایسے مریضوں کو جن کے اوپر ڈاکٹر نہایت ٹھنڈا پانی بار بار انڈیلنے کی نصیحت کرتے تھے لیکن ایک ذرہ بھی اس بخار کو فرق نہیں پڑا۔ پس اصل تو دعا ہی ہے جو بخاروں کو ٹھنڈا کر سکتی ہے۔

ایک اور حدیث سنن ابی داؤد کتاب الطب باب کیف الرقی میں درج ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا جس کا بھائی بیمار ہو اسے چاہئے کہ یہ دعا کرے: "اُے ہمارے رب اللہ جو آسمان میں ہے تیرے نام کی تقدیس ہو، تیرا حکم زمین و آسمان پر جاری ہے۔ جیسا کہ تیری رحمت آسمان پر ہے اسی طرح اپنی رحمت زمین پر بھی نازل فرما۔ ہمیں ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں معاف فرما۔ تُو تو طیب لوگوں کا رب ہے، اپنی رحمت میں سے رحمت نازل فرما اور اپنی شفا میں سے اس درد کو شفا عطا کر"۔ اگر اسی طرح الحاح اور گریہ وزاری سے کوئی دعا کرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ دم نہ کروں جو میرے پاس جبرئیل لے کر آئے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والدین آپ پر قربان، کیوں نہیں۔ اس پر آپؐ نے ان الفاظ میں دم کیا، "اللہ کے نام سے میں تجھے دم کرتا ہوں۔ اللہ تجھے ان تمام بیماریوں سے جو تجھے ہیں شفا دے اور گرہیں باندھ کر پھونکیں مارنے والیوں کے شر اور ہر حاسد کے شر سے جب وہ حسد سے کام لے تجھے محفوظ رکھے"۔ آپ نے یہ دم تین دفعہ کیا۔(سنن ابن ماجه ۔ كتاب الطب باب ما عوّذ به النبی ﷺ وما عوّذ به)

ایک روایت بخاری کتاب الطب سے لی گئی ہے۔ حضرت عبدالعزیزؓ بیان کرتے ہیں کہ میں

اور ثابت حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گئے۔ ثابت نے کہا اے ابو حمزہ میں بیمار ہو گیا ہوں۔ اس پر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں تم کو وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے؟ ثابتؓ نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے تکالیف کو دور کرنے والا ہے تو شفا عطا فرما کیونکہ شفاء دینے والا تُو ہی ہے، تیرے سوا کوئی شفاد ینے والا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر جو بیماری کا نام و نشان تک نہ چھوڑے"۔(صحیح بخاری کتاب الطب۔ باب رقیۃ النبی ﷺ)

ایک حدیث ابن ماجہ میں عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں درد کی ایسی حالت میں گیا جس کی وجہ سے مجھے ڈر تھا کہ وہ مجھے ہلاک کردے گا۔ اس پر مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہاں تکلیف ہے وہاں اپنا دایاں ہاتھ رکھو اور سات مرتبہ یہ دعا کرو "اللہ کے نام سے میں اللہ کی عزت و قدرت کا واسطہ دے کر اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس کا مجھے ڈر ہے"۔ میں نے سات دفعہ یہ دعا پڑھی اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مکمل شفا عطا فرما دی۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطب باب ما عوّذ به النبی ﷺ وما عُوِّذَ به)

یہاں احباب کو یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنی چاہئے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دعاؤں کے بعد دواؤں کی ضرورت نہیں رہتی۔ دعا اپنی جگہ ہے اور دوا اپنی جگہ ہے دونوں خدا ہی کی پیدا کردہ ہیں کوئی دعا کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ اب مجھے کسی دوا کی ضرورت نہیں یہ ایک تکبر ہے کیونکہ نظامِ دعا بھی خدا ہی کا ہے اور نظام دوا بھی خدا ہی کا ہے اور ان میں سے کسی ایک سے اعتناء کی اجازت نہیں۔ یہی طریق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تھا کہ دعا بھی کرتے تھے اور ساتھ ہی دوا بھی بتاتے تھے اور بہت سی دوائیں آپ کی طرف منسوب ہیں جو آپ نے مختلف بیماروں کو دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہمیشہ بڑی پابندی کے ساتھ دعا کے ساتھ ضرور دوا دیا کرتے تھے۔ ہاں بعض دفعہ آپ کی دعا کی قبولیت کی خبر اسی وقت مل جاتی تھی اس وقت آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ بیمار دوا پر اصرار کرے لیکن بعض لوگ ایسا بھی کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بار بار سمجھایا کہ میں نے دعا کر دی ہے آپ واپس جائیں انہوں نے پھر بھی کہا ہمیں کچھ دوا بھی دیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے بہ کراہت ایک دوا بھی ان کو دے دی مگر آپ کو اس سے پہلے خدا کی طرف سے علم دیا جا چکا تھا کہ یہ بیمار لازماً اچھا ہو جائے گا۔ اسی لئے ہم بھی بڑی پابندی کے ساتھ دوائیں تجویز کرتے ہیں۔ جن جن لوگوں کا بھی مجھے دعا کے لئے خط موصول ہوتا ہے میں جہاں تک مجھ میں توفیق ہو میں ان کو دوا بھی تجویز کر دیتا ہوں یا ان کے خطوط ہمارے جو ماہرین ہیں ہومیو پیتھک کے ان کو بھیج دیتا ہوں کہ وہ غور سے پڑھ کر ان کو مناسب دوا بھی بھیجیں۔ ہاں اگر کبھی دوا مہیا ہی نہ ہو، ناممکن ہو کہ کوئی دوا حاصل یا استعمال کی جاسکے تو پھر لازماً خدا تعالیٰ بعض دعاؤں میں بھی اتنی برکت رکھ دیتا ہے کہ بغیر کسی دوا کے آناً فاناً مرض دور ہو جاتا ہے۔

اس کا ایک ذاتی تجربہ بھی ایک دفعہ پشاور میں ہوا تھا۔ وہاں اس زمانہ میں غیر احمدی دوستوں کو بلانے کی کھلی اجازت تھی اور بڑی کثرت سے لوگ مسجد میں حاضر ہوتے تھے تاکہ ان کو سوال جواب کا موقع دیا جائے۔ اچانک مجھے اتنی شدید سر درد شروع ہوئی کہ جس کے ساتھ جس طرح میگرین میں الٹی بھی آتی ہے شدید قے کا رجحان تھا اور کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اب میں اس طرح کیسے ان کے سامنے کھڑا ہوں گا۔ اگر خدانخواستہ مجھے الٹی آگئی تو وہ سارے کہیں گے کہ دیکھو یہ جھوٹا تھا اس لئے خدا نے اس کو ہمارے سامنے ذلیل کر دیا۔ یہی فکر مجھے دامنگیر تھی جب میں سجدہ میں گیا اور اس وقت میں نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے شماتت اعداء سے بچا، میں تو صرف تیرا ایک عاجز بندہ ہوں، تیری خاطر ہی یہاں آیا ہوں اس لئے تو اپنے فضل سے اس بلاء کو ٹال دے۔ سجدہ میں دعا کرتا رہا اور اس بات کو بھول ہی گیا کہ مجھے کوئی بیماری بھی تھی۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا تو بیماری کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ ایسی شفا ہوئی تھی کہ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تو میں آپ کو خدا کی قسم کھا کر اپنے ذاتی تجربہ پر یہ بتاتا ہوں کہ جب دوا مہیا نہ ہو سکے اور ناممکن ہو کہ کوئی دوا استعمال کی جاسکے تو پھر پورے توکل کے ساتھ دعا کریں۔ اگر اضطرار اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں گے تو عجب نہیں کہ خدا اس کو قبول فرمالے۔


**Earlsfield Properties**

Landlords & landladies

Guaranteed rent

*your properties are urgently required*

*Tel: 020 8265-6000*


ایک حدیث ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بخار کے لئے، تمام قسم کے دردوں کے لئے یہ دعا سکھایا کرتے تھے کہ مریض یہ دعا کرے کہ اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اس اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں جو بڑی عظمت والا ہے ہر جوش مارنے والی آگ سے اور آگ کی تپش کے شر سے۔

(سنن ابن ماجه کتاب الطب باب ما يعوّذ به من الحمىٰ)

ایک حدیث ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مارا اور وہ اس رات سو نہ سکا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ فلاں شخص کو بچھو نے ڈنک مارا تھا اور وہ ساری رات سو نہ سکا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کاش کہ وہ شام کے وقت یہ دعا کر لیتا اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ کہ میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ سے اس کی پیدا کردہ مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو اسے بچھو کا ڈنک مارنا کچھ بھی تکلیف نہ دیتا، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔(سنن ابن ماجه کتاب الطب باب رقية الحية والعقرب)

اب یہ بھی ایک ایسا موقع ہے جہاں بچھو کے کاٹے کی کوئی دوا معلوم نہیں تھی اور لازماً یہ دعا اگر گریہ وزاری، اخلاص اور الحاح کے ساتھ کی جاتی تو ضرور فائدہ پہنچاتی لیکن ہم نے اپنے تجربہ سے دیکھا ہے کہ دعا کے علاوہ دوا دینا جہاں ممکن ہو وہاں ضرور دینی چاہئے۔

ہمارے ایک ہندو نو مسلم مبلغ درانی صاحب بچھو کے کاٹے اور سانپ کے کاٹے کے لئے ایک دوا میں جو ہومیو پیتھک کی دوا تھی، سارے تھر کے علاقہ میں مشہور ہو گئے تھے۔ وہ دوا جو دیتے تھے چند منٹ میں ہی بچھو کے کاٹے کی تکلیف جو بہت شدید ہوتی ہے آناً فاناً غائب ہو جایا کرتی تھی لیکن میں نے ہی ان کی وقف جدید میں تربیت کی تھی، طبی تربیت بھی اور روحانی تربیت بھی ان کو سمجھایا ہوا تھا کہ دعا کے ساتھ یہ کرنا ہے بغیر دعا کے اللہ کا حکم نہ ہو تو کوئی دوا کام نہیں کرے گی۔

ایک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلچسپ حدیث ہے جو حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضوان اللہ علیہم کی دعا سے تعلق رکھتی ہے اور شفا سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں، یہ حدیث صحیح بخاری کتاب المرضیٰ میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار ہو گیا۔ میں ان دونوں کے پاس عیادت کے لئے گئی۔ میں نے پوچھا: "ابا آپ کا کیا حال ہے اور اے بلال تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو"۔ وہ کہتی ہیں جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار ہوتا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

كُلُّ امْرِیءٍ مُصَبَّحٌ فِی اَهْلِهٖ ☆ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں خوشی خوشی صبح کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت کرتی ہیں کہ وہ جب بخار اتر جاتا تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

اَلَا لَيْتَ شَعْرِی هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ☆ بِوَادٍ وَحَوْلِیْ إِذْخَرٌ وَجَلِيْلٌ
وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْماً مِيَاهَ مِجَنَّةً ☆ وَهَلْ تُبْدُوَنْ لِیْ شَامَةٌ وَ طَفِيْلٌ

کہ کاش کہ میں ایک رات پھر اپنی وادی میں گزاروں جہاں میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہو۔ غالباً یہ وہ دعا ہے جب بخار ہوتا تھا تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ کاش میں ایک رات پھر اپنی وادی میں گزاروں جہاں میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہو۔ کیا میں مجنہ چشمہ کے پانی پر پھر کبھی وارد ہو سکوں گا اور کیا شامہ اور طفیل پہاڑ کبھی دیکھ پاؤں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو ان دونوں کی صورت حال کے متعلق اطلاع کی۔ آپؐ نے دعا کی "اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ" کہ اے اللہ ہمارے لئے مدینہ اسی طرح پیارا کر دے جیسا کہ ہمیں مکہ پیارا ہے۔ دراصل مدینہ میں ملیریا کی وبا بہت عام تھی کیونکہ وہ پانی والا علاقہ تھا اور کثرت سے بڑے مضر مچھر وہاں پیدا ہوتے تھے اور مکہ چونکہ خشک علاقہ تھا وہاں کوئی مچھر نہیں تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس وقت یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کی آب و ہوا کو صحت مند بنا دے اور ہمارے لئے اس کے مُد اور صاع کے پیمانوں میں برکت رکھ دے۔ اور اس کے بخار کو یہاں سے جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاء کے لئے ایک دعا۔ حضرت عائشہ بنت سعد اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے والد نے بتایا کہ میں مکہ میں سخت بیمار ہو گیا اور نبی کریم ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے۔ پھر بیماریاں تو صرف ملیریا ہی نہیں اور بھی بہت قسم کی ہوتی ہیں۔ خشکی کی الگ بیماریاں ہوتی ہیں، پانی والے علاقہ کی الگ۔ تو ایک دفعہ وہ کہتے ہیں میں سخت بیمار ہو گیا۔ آنحضرت

ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے۔ میں نے عرض کی کہ: "اے اللہ کے نبیؐ میں کافی مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک بیٹی وارث ہے"۔ اب یہ جو بیٹیوں کی وراثت کا مسئلہ ہے اس پر بھی اہل فقہ اس حدیث پر غور کریں کیونکہ ان کا عمومی فتویٰ اس حدیث کے فتویٰ کے بالکل خلاف جاتا ہے۔

وہ کہتے ہیں "میں نے عرض کیا میری ایک بیٹی ہے"۔ وہ سمجھتے تھے کہ موت کا وقت اب قریب آچکا ہے اس لئے اب مجھے وصیت ضرور کرنی چاہئے۔ "پس میں اپنے مال کے ۳/۲ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور ۳/۱ اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں"۔ فرمایا: "نہیں"۔ "میں نے عرض کی پھر میں نصف کی وصیت کر دیتا ہوں اور نصف اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں"۔ فرمایا: "نہیں"۔ میں نے عرض کی پھر میں ۳/۱ کی وصیت کرتا ہوں اور ۳/۲، اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں"۔ اب ۳/۱ دین کو دینا اور باقی سارا مال اس بیٹی کو دینا یہ مراد ہے اس سے۔ ۳/۱ کی وصیت کر دیتا ہوں جیسا کہ ہمارے نظام وصیت میں بھی ۳/۱ سے زیادہ خدمت دین میں پیش کرنے کے لئے وصیت نہیں کرنی چاہئے۔ اور ۳/۲ اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "۳/۱ ٹھیک ہے۔ اور ۳/۱ بھی زیادہ ہے"۔ اگر زیادہ اس کے لئے چھوڑ دو تو اور بھی بہتر ہے۔

پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا اور پھر میرے چہرہ اور پیٹ پر اپنا دست مبارک پھیر کر دعا کی اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَاَتْمِمْ لَہٗ ھِجْرَتَہٗ۔ اے اللہ! سعد کو صحت دے اور اس کی ہجرت کو پورا فرما۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اب تک اپنے جگر میں آپؐ کے دست شفقت کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم کتاب المرضیٰ باب وضع الیدعلی المریض)

ایک حدیث سنن ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ میرے پاس آئے جبکہ میں درد میں مبتلا تھا جو مجھے ہلاک کئے جا رہا تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا اپنا دایاں ہاتھ سات بار پھیرو یعنی مقام ماؤف پر سات بار پھیرو اور یہ دعا کرو "میں اللہ کی عزت اور عظمت اور قدرت اور غلبہ کی پناہ مانگتا ہوں اس شر سے جس میں میں مبتلا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے میری ساری تکلیف دور فرما دی۔ تب سے لے کر میں اپنے اہل و عیال اور دوسروں کو بھی اسی دعا کی نصیحت کرتا چلا آرہا ہوں۔

اب دیکھیں مختلف لوگوں نے مختلف دعائیں سنی تھی اور جب ان کو اپنے حال پر کام کرتے ہوئے دیکھا تو اسی کی نصیحت آگے کرنے لگ گئے۔ یہ رواج انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ آج کل بھی کوئی شخص کسی دوا سے شفا پا جائے تو قطع نظر اس کے کہ وہ دوا کسی دوسرے پر اطلاق بھی پائے گی کہ نہیں ہر ایک مریض کو اسی دوا کی نصیحت کرتا ہے۔ تو یہ عام رسم ہے لیکن اس زمانہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا سے شفا پاتا تھا وہ رسماً نہیں بلکہ ایک پاک سنت کے طور پر اس دعا کو اپنے ساتھیوں کو اور عزیزوں کے سامنے بیان کیا کرتا تھا۔

ایک روایت بخاری کتاب الجنائز سے لی گئی ہے عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کا خادم تھا، وہ بیمار ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اسلام قبول کرنے کے لئے کہا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہو گئی تھی کہ یہ مرض الموت ہے اور اس جسمانی مرض سے اس کے شفا پانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اس وقت آپ کی روحانی شفاء کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور آپؐ نے پسند فرمایا کہ یہ بچہ مرنے سے پہلے مسلمان ہو چکا ہو۔ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اسلام قبول کرنے کے لئے کہا۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے کہا ابوالقاسم کی اطاعت کرو۔ یعنی معلوم ہوتا ہے دل سے یہودی آنحضرت ﷺ کی صداقت کے قائل تھے یا بہت سے یہودی آپ کی صداقت کے قائل تھے۔ ظاہراً اگرچہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ چنانچہ اِس پر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ وہاں سے یہ کہتے ہوئے واپس آئے کہ سب تعریفیں اس اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔

ایک حدیث مسلم کتاب الجنائز میں حضرت یحییٰ بن عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سکھایا کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ مُردوں کو کیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سکھائیں گے۔ مراد اس سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس یہودی بچے کی روح کی فکر کی تھی ایسے موقع پر جو مریض مردہ ہی کی طرح ہو چکا ہو اور اس کا مرنا یقینی ہو چکا ہو اس وقت اس کو سب سے بڑی نصیحت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی کرنی چاہئے اور یہی نصیحت اس کو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بچا سکتی ہے۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی پر مصیبت آئے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے۔ اور دعا مانگے کہ اے اللہ میں تیرے حضور اپنی مصیبت کو پیش کرتا ہوں تو مجھے اس کا اجر دے اور اس کے بدلہ میں مجھے خیر عطا کر۔ پس جب ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے دعا کی "اے میرے اللہ! میرے اہل کو میرے بدلہ میں اچھا مقام عطا کرنا"۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر یہ دعا کی کہ میں اپنی مصیبت تیرے ہی حضور پیش کرتی ہوں تو مجھے اس کا بہتر اجر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس گریہ وزاری کے ساتھ کی ہوئی دعا کو قبول فرماتے ہوئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک بہت بہتر اجر اس طرح عطا فرمایا کہ ان کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہو گئی۔ اس سے میں استنباط کرتا ہوں کہ حضرت ابو سلمہ کا بہت بڑا مقام تھا کیونکہ بہتر اجر کسی اور صحابی سے شادی کی صورت میں نہیں ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے شادی کی صورت میں عطا ہوا۔

ایک حدیث سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز سے لی گئی ہے۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر جب ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو میں آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے ہیں۔ حضور نے نصیحت فرمائی کہ یہ دعا پڑھو کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نعم البدل حضرت رسول کریم ﷺ کی صورت میں عطا فرمایا۔

اب جنازوں پر پڑھنے کے لئے جو مختلف دعائیں ہیں ان کا ذکر چلتا ہے۔ بچہ کے لئے دعائے جنازہ۔ بخاری کتاب الجنائز میں حسن بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بچے کی نماز جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! اس بچہ کو ہمارا پیشرو اور اجر و ثواب کا موجب بنا دے"۔ یعنی یہ پہلے آگے جا رہا ہے اس کو ہر قسم کا اجر عطا فرما۔

دعائے جنازہ بھی مختلف موقعوں پر مختلف طریق پر ادا کی گئی ہے اور اس وقت جو جماعت میں رائج طریق ہے یہ مختلف احادیث اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف دعاؤں سے اخذ کرتے ہوئے ایک طریق پر نماز جنازہ اخذ کر لیا گیا ہے اور مجھے پورا اطمینان ہے کہ یہی وہ طریق تھا جو سب قسم کے جنازوں پر شہداء پر اور غیر شہداء پر حاضر پر اور غائب پر برابر اطلاق پاتا ہے۔

نمبر ایک دعائے جنازہ۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کی نماز جنازہ پڑھاتے تو یہ دعا کرتے "اے اللہ! ہمارے زندوں اور ہمارے مُردوں کو، ہمارے حاضر اور ہمارے غیر حاضر کو، ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو معاف فرما دے۔ اے اللہ! ہم میں سے تُو جس کو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور ہم میں سے جسے تُو موت دے اسے ایمان پر قائم ہونے کے لئے موت دینا"۔

(مسند احمد بن حنبل ۔ باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

یہ وہ دعا ہے جو تیسری تکبیر کے بعد مانگی جاتی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے الفاظ ہی میں۔ اس میں ترمذی کی روایت میں ایک اور دعا کا اضافی ذکر ہے جس کو ہم اسی طرح آنحضرت ﷺ کی اس دعا کے ساتھ آخر پر پڑھتے ہیں۔ وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ کہ اے اللہ! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈالنا۔

ایک اور دعائے جنازہ جو مسند احمد بن حنبل سے ماخوذ ہے وہ یہ ہے کہ علی بن شماخ نے مجھے بتایا کہ میں نے مروان کو دیکھا کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنازہ کس طرح ادا کرتے ہوئے سنا۔ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا "اے اللہ! تو ہی اس مرنے والی جان کا رب ہے اور تُو نے ہی اسے پیدا کیا تھا اور تُو نے ہی اسے اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی تھی اور تُو نے ہی اس کی روح قبض کی ہے اور تُو ہی اس کے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے۔ ہم اس کی شفاعت کرتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں، پس تو اس کو بخش دے۔

(مسند احمد بن حنبل ۔ باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

یہاں شفاعت سے مراد وہ خاص شفاعت نہیں جو اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو کرنے کا حق نہیں۔ یہاں لفظ شفاعت دعا کے معنے میں استعمال ہوا ہے اور اس میں غالباً دعا سے زیادہ زور پایا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث عوف بن مالک سے سنن الترمذی میں مروی ہے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنازہ پر دعا پڑھتے ہوئے سنا جو مجھے سمجھ آئی آپ کے الفاظ تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَاغْسِلْہُ بِالْبَرَدِ وَاغْسِلْہُ کَمَا یُغْسَلُ الثَّوْبُ۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اسے اولوں سے غسل دے اور اسے اس طرح دھو ڈال جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے۔ (سنن ترمذی .کتاب الجنائز باب مایقول فی الصلاۃ علی المیت) پس یہ دعا بھی دوسری مسنون دعاؤں کے علاوہ ہے۔ یہ بھی جس کو یاد ہو وہ بے شک پڑھے اور یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہی ایک دعا تھی۔

ایک مسلم کتاب الجنائز سے حدیث لی گئی ہے جس میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی آپ نے جو دعا مانگی وہ میں نے یاد کرلی۔ آپ نے دعا کی: "اے ہمارے خدا! تو اس کو بخش دے، اس پر رحم کر، اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کر"۔ اس کو عافیت دے ترجمہ دیکھتا ہوں ٹھیک ہے یا نہیں۔ عَافِہٖ سے مراد صرف یہ ہے کہ اس سے درگزر فرما، بخش دے، اس پر رحم کر، اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کر۔ اس کی جگہ یعنی اس کا مقام عمدہ اور قابل عزت بنا، اس کی قبر وسیع کر، اس کو پانی اور برف اور اولوں سے غسل دے، اس کو گناہوں اور غلطیوں سے ایسا پاک کر جیسے میلا کپڑا دھونے کے بعد تُو پاک صاف فرما دیتا ہے۔

اب یہاں مُردے کو پانی اور برف سے غسل دینا ہرگز مراد نہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس کی روح کو پاک و صاف کردے۔ "اس کو اِس (دنیاوی) گھر کے بدلہ زیادہ بہتر گھر دے۔ اس دنیا کے اہل سے زیادہ بہتر اہل عطا فرما اور دنیا کے ساتھی سے بہتر ساتھی بخش اور اس کو جنت میں داخل کر۔ اسے قبر اور آگ کے عذاب سے بچا"۔ آپکی یہ دعا اتنی پُراثر تھی کہ میں نے، وہ راوی بیان کرتے ہیں، میں نے آرزو کی کہ اے کاش یہ مرنے والا میں ہوتا۔

اس میں ایک بات خاص طور پر توجہ کے لائق یہ ہے کہ یہ جو دعا سکھائی گئی ہے کہ میرے اس دنیا کے ساتھی کے بدلے بہتر ساتھی عطا فرما۔ یہ مراد نہیں کہ انسان اپنی بیوی اپنے خاوند کے لئے اور خاوند اپنی بیوی کے لئے دعا کرے کہ آخر میں ہمارا ساتھ نہ کر بلکہ ان سے بہتر ساتھی عطا فرما۔ بلکہ اس میں گہرا نکتہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھی کو اس سے بہت بہتر بنا کے ہمیں عطا کر جیسا یہ اس دنیا میں ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو اس کے سارے نقائص دور فرمادے اور ایک نئے وجود کے طور پر گویا وہ قیامت کے دن ہمیں عطا ہو۔ اس کو جنت میں داخل کر، اسے قبر اور آگ کے عذاب سے بچا۔ یہ وہ دعا تھی جو راوی کہتے ہیں اتنی مؤثر تھی کہ میرے دل سے آرزو اٹھی اے کاش یہ مرنے والا جس کے لئے حضورؐ نے یہ دعا کی ہے، میں ہوتا۔

ایک حدیث مسند احمد بن حنبل سے اخذ کی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب اپنے مردوں کو قبر میں اتارو تو یہ پڑھا کرو: "اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر"۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی ملت پر ایک دعائیہ کلمہ ہے کہ اے خدا! ہم اس کو اس حال میں اتار رہے ہیں کہ اللہ کا نام لے کر اتارتے ہیں اور اس امید سے کہ تو اسے آنحضرت ﷺ کی ملت میں سے شمار فرما۔

ایک دعا سنن ابی داؤد کتاب الجنائز میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے یعنی دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے اپنے بھائی کے لئے بخشش مانگو اور اس کی ثابت قدمی کے لئے دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال و جواب شروع ہونے والا ہے۔ اب اس کے عمل کا دور گزر گیا اب جو بقیہ دور ہے اس میں اس کے لئے اب صرف سوال جواب رہ گیا ہے۔

ایک دعا جو حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ قبرستان میں داخل ہوتے وقت مانگا کرتے تھے وہ اہل قبور وہ اہل قبور کو مخاطب کرتے ہوئے مانگا کرتے تھے۔ مگر یہ مراد نہیں کہ ان سے مانگتے تھے بلکہ ان کے لئے مانگتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مدینہ کی کچھ قبروں کے پاس سے گزرے تو ان کی طرف منہ کر کے کہا: "اے قبروں والو! تم پر سلامتی ہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ۔ اللہ ہمیں بھی بخشے اور تمہیں بھی۔ تم ہمارے پیش رَو ہو اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں۔ (ترمذی کتاب الجنائز) تم پہلے خدا کی آواز پر لبیک کہہ چکے ہو، اس کے حضور حاضر ہو چکے ہو۔ ہم بھی اپنے خدا کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ایک حدیث حضرت بُرَیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو سکھایا کہ ان میں سے جب کوئی قبرستان میں جائے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ضرور کہے۔

تو اس کو تو بہت پکی عادت بنانا چاہئے تمام اہل قبور کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا۔ اب سوال یہ ہے کہ بہت سے قبرستان ایسے ہیں جہاں کافر بھی دفن ہیں، مشرک بھی دفن ہیں، دہریے بھی دفن ہیں تو یہ دعا ان کو بھی لگے گی۔ اصل میں مومن کی طرف سے سب کو السلام ہی کہنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہودیوں کو بھی یہی دعا دیا کرتے تھے۔ آگے ان کی قسمت کہ ان کو یہ دعا لگے یا نہ لگے۔ اگر بدبخت ہونگے تو یہ دعا ان کو نہیں لگے گی کیونکہ دعا قبول کرنا تو اللہ کا کام ہے۔ اس لئے بے دھڑک ہر قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا کرنی چاہئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرْ۔ کوئی بعید نہیں کہ اس میں خدا کے کچھ نیک بندے بھی دفن ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے حق میں یہ دعا قبول فرمالے۔

قبرستان میں داخل ہونے کی ایک اور دعا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں: کان رسولُ اللہ ﷺ کُلَّمَا کانَ لیلتھا مِنْ رَّسُوْلُ اللّٰہ ...... کہ آنحضرت ﷺ آپ کے ہاں جس رات بھی باری ہوتی تھی آپ رات کے آخری حصہ میں البقیع (کے قبرستان) کی طرف نکل جاتے تھے اور کہتے تھے: "اے مومن قوم کے گھر تم پر سلامتی ہو"۔ اب یہاں ہر رات سے میرے خیال میں یہ مراد نہیں کہ لازماً ہر رات رسول اللہ ﷺ جایا کرتے تھے بلکہ بہت سی راتیں مراد ہیں۔ "اے مومن قوم کے گھر تم پر سلامتی ہو۔ اور تم پر وہ وقت آچکا ہے جو کل تمہیں دئے جانے کا پختہ وعدہ تھا اور اللہ نے چاہا تو یقیناً ہم بھی تمہیں سے آملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد کے رہنے والوں کو بخش دے"۔ (مسلم، کتاب الجنائز)

ان دعاؤں کے ذکر کے بعد اب میں آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات اسی تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۶ بتاریخ ۲؍مارچ ۱۹۰۸ء میں یہ درج ہے: "یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے جیسا کہ فرمایا اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ"۔

نیز فرمایا: "کلام الٰہی میں لفظ مُضْطَرّ سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلاء کے طور پر ضرر یافتہ ہوں"۔ ضرر یافتہ ابتلاء کے طور پر بھی ہوتے ہیں اور عذاب کے طور پر بھی ہوتے ہیں۔ تو فرمایا یہاں مضطر سے مراد صرف وہ ضرر یافتہ ہیں "جو ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں، نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوحؑ اور قوم لوطؑ اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے ان قوموں کو ہلاک کردیا"۔ (دافع البلاء)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "ایام الصلح" میں یہ تحریر فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ۔ پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کرسکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کچھ بھی روحانیت نہیں۔ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے"۔

یہ مسئلہ بڑی وضاحت سے سمجھنے کے لائق ہے کہ دنیا میں کائنات پر، اپنے نفس پر، آفاق پر غور کرتے ہوئے خدا کی ہستی کے بہت سے دلائل ملتے ہیں۔ لیکن حق الیقین اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب اللہ بولے۔ آپ کو یقین ہو کوئی شخص گھر میں موجود ہے۔ دروازہ کھٹکھٹاتے رہیں، کھٹکھٹاتے رہیں مگر کوئی آواز نہ آئے تو گمان تو ہوگا کہ وہاں موجود ہے لیکن سو فیصدی یقین حاصل نہیں ہوسکتا۔ پس اللہ تعالیٰ جب دروازہ کھٹکھٹانے والوں کے جواب میں بولتا ہے اور ان کو خوشخبریاں عطا فرماتا ہے تو پھر ان کا یہ گمان کہ خدا ہے ایک سو فیصد یقین میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہ آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پنجابی مثل کے تعلق میں: "جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا"۔ مجھے یہ یاد پڑتا ہے کہ شاید یہ الہام بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لیکن اس وقت قطعیت کے ساتھ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ "لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو، دعا کرنا مرنا ہوتا ہے"۔ یعنی دعا میں انسان جس زندگی کی تڑپ کرتا ہے وہ موت اختیار کرنے کے بعد ملتی ہے۔ "اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنے ہیں"۔ یہاں الہام کا ذکر نہیں۔ "اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنے ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مر جاتا ہے۔ مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی (جو بجھی ہے) تو وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہوگی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتی کہ روح گداز ہو کر آستانۂ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے اور الٰہی سنّت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۴۰)

یعنی اسے سمجھا دیتا ہے کہ کیوں یہ دعا قبولیت کے لائق نہیں۔ 'جواب دیتا ہے' کا دوسرا معنی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ زبانی بھی اس کو بتا دیتا ہے۔ محض اس کے دل کا رجحان نہیں ہوتا کہ دعا قبول ہوگئی۔ بلکہ زبانی بھی اللہ تعالیٰ اسے اطلاع دیتا ہے کہ ہاں میرے بندے تیری دعا قبول ہوگئی ہے۔

# حضرت عیسٰیؑ ۔ایک مقدّس شخصیت

## گوئٹے برگ (سویڈن) میں ایک بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد

(رپورٹ:طارق چوھان)

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جس نے جماعت احمدیہ سویڈن کو ایک اور بین المذاہب سمپوزیم منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ سمپوزیم گوئٹے برگ شہر کی صدر لائبریری کے ہال میں مورخہ ۳؍مئی ۲۰۰۰ء کو شام چھ بجے منعقد ہوا۔ قبل ازیں اسی نوعیت کے سمپوزیم اسی صدر لائبریری کے تعاون سے منعقد کئے جاچکے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت کامیاب رہے۔ سمپوزیم کا انعقاد حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں کیا گیا تھا جس میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ تورات اور انجیل کے حوالہ سے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے صحیح حالات سے یورپ کے لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ اس سمپوزیم کا عنوان عیسائی دنیا کی نئی ہزاری کے حوالہ سے "حضرت عیسیٰؑ ایک مقدس شخصیت" رکھا گیا تھا۔

بین المذاہب سمپوزیم منعقد کرنے کی جو قابل فخر روایت جماعت احمدیہ میں چلی آرہی ہے اس کے دو اہم مقاصد ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان مجالس کے انعقاد سے اسلامی تعلیم میں جس مذہبی رواداری پر زور دیا گیا ہے اس کا عملی طور پر اظہار ہوتا ہے اور مقررین اور شرکاء کو اس امر سے بخوبی آگاہی ہوتی ہے کہ اسلام مذہبی آزادی اور رواداری پر یقین رکھتا ہے۔ اور ایسی آزادیٔ تحریر و تقریر کا علمبردار ہے جس میں کلی طور پر دوسروں کے مذہبی عقائد اور جذبات کا احترام مدنظر رکھا جائے اور کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والوں کی دلآزادی نہ کی جائے۔ مزید برآں عقائد میں صریح اختلاف کے باوجود ہر عقیدتمند کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ امن عامہ کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے مذہبی عقائد اور خیالات کا پرچار کرے۔ اسی طرح ہر سامع کا بھی یہ حق ہے کہ وہ چاہے تو ان عقائد کو قبول کرے یا انہیں ردّ کردے۔ ان مجالس کے انعقاد کا دوسرا اہم مقصد یہ ہے کہ سامعین اور حاضرین کو دوسرے مذاہب کی تعلیمات کا اسلام کی حسین اور پرحکمت تعلیم سے مقابلہ کرنے کا عملی موقعہ فراہم کیا جائے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر سعید روح رکھنے والے سامع کا دل اسلامی تعلیم کے حسن اور اسکے دلائل و براہین کی طرف کھنچتا ہے اور مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش دل میں انگڑائیاں لینے لگتی ہے۔

## سمپوزیم کے سلسلہ میں ریڈیو پروگرام

اس سمپوزیم کی تشہیر گوئٹے برگ کی عیسائی جماعتوں میں بھی کی گئی تھی۔ چنانچہ سمپوزیم سے پندرہ روز قبل گوئٹے برگ ریڈیو کے نمائندہ نے خاکسار (طارق چوہان) سے رابطہ کیا اور بتایا کہ ہم سمپوزیم کے عنوان پر ایک رواں پروگرام نشر کرنا چاہتے ہیں جس میں ایک یہودی، ایک عیسائی اور ایک مسلمان کو مدعو کیا جائے گا اور یہ گفتگو Live نشر ہوگی۔ مورخہ ۱۸؍اپریل کو شام چھ بجے ایک گھنٹہ کا پروگرام نشر کیا گیا جسے تقریباً ایک لاکھ افراد نے سنا۔ اس پروگرام میں راقم الحروف کو اسلامی تعلیم کی روشنی میں حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت کی عکاسی کرنے کا موقعہ ملا۔ پروگرام کے اختتام سے قبل اناؤنسر نے سمپوزیم کے بارہ میں اعلان نشر کیا اور بتایا کہ یہ سمپوزیم جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقد کیا جارہا ہے۔ نیز سامعین کو اس سمپوزیم میں شرکت کے لئے دعوت عام بھی دی جاتی ہے۔ تین روز کے بعد اسی پروگرام کو دوبارہ نشر کیا گیا۔

مورخہ ۳؍مئی کو یعنی جس روز سمپوزیم ہونا قرار پایا تھا، صبح تقریباً ۹ بجے خاکسار کو ریڈیو گوئٹے برگ کی طرف سے ایک کال موصول ہوئی جس میں ریڈیو کے ایک نمائندہ نے خاکسار کو بتایا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آج جماعت احمدیہ ایک بین المذاہب سمپوزیم منعقد کررہی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم آپ سے ایک مختصر انٹرویو ریڈیو پر Live نشر کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ کہ آپ تیار رہیں، ہم ساڑھے نو بجے آپ کو کال کریں گے اور آپ سے جو گفتگو ہوگی وہ Live نشر ہوگی۔ چنانچہ تقریباً ساڑھے نو بجے یہ فون آیا اور ریڈیو کے اناؤنسر نے سمپوزیم کے دعوت نامہ کے سویڈن الفاظ پڑھ کر سنائے۔ جس میں یہ فقرہ بھی موجود تھا "وہ بھیانک بیماری جو آج تمام عالم کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے وہ ہے امن کا فقدان"۔ اس حوالہ سے ریڈیو اناؤنسر نے سوال کیا کہ آپ کس طرح ایک سمپوزیم سے امن قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خاکسار نے جواباً بتایا کہ انسانی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ سب سے زیادہ قتل عام اور خون خرابہ خدا اور مذہب کے نام پر ہوا ہے اس لئے اگر مختلف مذاہب کے علماء اور پیروکار اس امر پر متفق ہوجائیں کہ ہر شخص کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق عقیدہ اپنائے، آزادی سے اس پر عمل پیرا ہوکر اس کا پرچار کرے اور جب چاہے اپنا پہلا مذہب ترک کرکے نیا مذہب اختیار کرلے تو مذہب کے نام پر ہونے والے قتل عام سے بہت حد تک نجات پائی جاسکتی ہے۔ اسلام ہمیں دوسروں کے مذہبی جذبات کا خیال رکھنے کی تعلیم دیتا ہے اور ایک مسلمان کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سچائی کا اقرار نہیں کرلیتا۔ چنانچہ اسلام ہمیں وہ لائحۂ عمل مہیا کرتا ہے جو عالمی امن کی ضمانت ہے اور یہ سمپوزیم اس مقصد کے حصول کی راہ میں ایک قدم ہے۔ نیز یہ کہ اسی قسم کی مجالس جماعت احمدیہ دنیا کے کونے کونے میں منعقد کررہی ہے اور یہ فاصلہ آہستہ آہستہ لیکن ایک محکم یقین کے ساتھ ثابت قدمی سے طے کیا جارہا ہے اور امن عالم کے خواہاں اور افراد بھی ہمارے ساتھ اپنے قدم ملاتے ہوئے اس راہ پر گامزن ہیں جو ہماری منزل ہے یعنی ایک عالمی برادری ایک پائیدار امن عالم کا قیام جس کی بنیاد عالمی اخوت پر ہو۔ اور یہ کہ وہ دن قریب ہے جب دنیا کی اکثریت جان جائے گی کہ پائیدار امن عالم کا قیام موقعہ پرست رہنماؤں کے ذریعہ نہیں ہوگا جو اپنی سیاست چمکانے کی خاطر اور دنیاوی جاہ وحشمت کے حصول کے لئے امن کے نعرے لگاتے ہیں بلکہ اس رہنما سے ہوگا جو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بنی نوع انسان سے بےلوث محبت کرتا ہے اور اس کوشش کے لئے کسی بھی بدلے کا خواہش مند نہیں اور آج کے دور میں اس طرح کی لیڈرشپ سوائے جماعت احمدیہ کے اور کہیں نہیں ہے۔

## سمپوزیم کی تقریب

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پروگرام کے مطابق مکرم انور رشید صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن کی صدارت میں یہ سمپوزیم مورخہ ۳؍مئی کو منعقد ہوا۔ اس میں ۷۳ خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ ہال کے داخلی دروازہ کے باہر جماعت احمدیہ سویڈن کی طرف سے دینی کتب کا ایک اسٹال بھی لگایا گیا جو حاضرین کی دلچسپی کا باعث رہا۔ بین المذاہب سمپوزیم میں شامل ہونے والے مقررین کے نام درج ذیل ہیں:

☆......جناب Roy Corneliusson، پروفیسر گوئٹے برگ یونیورسٹی۔ جنہوں نے ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دئے۔

☆...... جناب Hans Heyneman بحیثیت یہودی نمائندہ۔ سمپوزیم کے منتظمین کی طرف سے انہیں جس موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی وہ تھا "یہود میں حضرت عیسیٰؑ کا مقام"۔

☆......جناب Axel Karlsson، پادری اور محقق عیسائیت۔ انہیں "حضرت عیسیٰؑ بمطابق پرانا عہدنامہ" کے موضوع پر تقریر کی دعوت دی گئی۔

☆......جناب Lennart Thorn، پروفیسر گوئٹے برگ یونیورسٹی اور محقق عیسائیت۔ انہیں تقریر کے لئے "حضرت عیسیٰؑ بمطابق نیا عہدنامہ" کا موضوع دیا گیا تھا۔

☆......جناب پراناواداس نے ہندومت کے نمائندہ کی حیثیت سے تقریر کی۔ موصوف اس سے پہلے بھی بین المذاہب سمپوزیم میں شرکت کرچکے ہیں اور ہرے کرشنا تحریک سویڈن کے چیئرمین ہیں۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا "ہندو مذہب میں حضرت عیسیٰؑ کا مقام"۔

پروگرام کے آغاز میں صدر مجلس مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سویڈن نے جملہ حاضرین اور مقررین کو خوش آمدید کہا اور خصوصی طور پر گوئٹے برگ کی صدر لائبریری کے منتظمین کا شکریہ ادا کیا جن کی معاونت سے سمپوزیم کا انعقاد ممکن ہوسکا۔

سمپوزیم کے ماڈریٹر جناب Roy Cornellusson، پروفیسر گوئٹے برگ یونیورسٹی نے کہا کہ مذہبی آزادی انسان کے بنیادی حقوق سے تعلق رکھتی ہے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا جس نے اسلام میں مذہبی رواداری کی تعلیم کا عملی مظاہرہ پیش کرتے ہوئے مختلف مذاہب کے نمائندگان کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔

جناب Hans Heyneman نے بحیثیت یہودی نمائندہ کے اپنی تقریر میں بتایا کہ یہود میں مختلف فرقے ہیں جن میں سے اکثر حضرت عیسیٰؑ کا کلی طور پر انکار کرتے ہیں اور ان کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ لیکن انہوں نے بتایا کہ وہ خود جس یہودی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اس کے مطابق حضرت عیسیٰؑ ایک اعلیٰ پایہ کے یہودی عالم تھے لیکن وہ ان کے مسیح ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔

عیسائی نمائندگان نے اپنی تقاریر میں وہ باتیں بیان کیں جو عمومی طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے تعلق رکھتی ہیں لیکن ان کے لئے انجیل یا تورات میں سے ریفرنس پیش نہیں کئے۔ زیادہ تر پولوس کی تعلیم کے حوالہ سے باتیں بیان کیں۔ مثلاً جناب Axel Karisson پادری اور محقق عیسائیت نے بیان کیا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہودی، یسوع کے قاتل ہیں تو اس نے انجیل کے پیغام کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ انہوں نے کہا کہ مسیح کو یہود نے قتل نہیں کیا بلکہ یہ خدا کے ایک منصوبہ کے تحت ہوا ہے اور یہود کو خدا کے حکم سے آلہ کار بنایا گیا ہے تا یسوع صلیب پر جان دے کر عیسائیوں کے گناہ اپنے ساتھ لے جائے۔ گویا خدا نے یہود کو جو بالکل معصوم تھے زبردستی یسوع کے قاتل بنایا اور دنیا کی لعن طعن بے چاروں کا مقدر ہوئی۔ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے پولوس کے رومیوں کی طرف خط کا حوالہ دیا۔

جناب Lennart Thorn، پروفیسر گوئٹے برگ یونیورسٹی اور محقق عیسائیت نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ایک تاریخی شخصیت ہے اور ایک وہ جو کرائسٹ کی حیثیت سے کلیسا کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ ان دونوں کا آپسی تعلق ثابت کرنا مشکل امر ہے۔ عیسائیت کے عقیدہ میں فرق حضرت عیسیٰؑ کی صلیبی موت اور ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے حوالے سے پیدا ہوا۔ اگرچہ مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کے متعلق کسی قسم کے تاریخی یا سائنسی شواہد موجود نہیں اور محققین انجیل کو اس سلسلہ میں بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ عقیدہ کسی وقت جی اٹھا اور یہ پولوس کے ذریعہ خدا کا ایک تحفہ تھا جو عیسائیوں کو عطا ہوا۔ اور وہ عیسائی جو پہلے یہودی تھے اور عقیدہ توحید ان میں راسخ تھا آہستہ آہستہ یسوع کو خدا کا شریک بنانے لگ گئے۔ اگرچہ یہ اقدام ان کے لئے بہت مشکل تھا جیسا کہ پولوس لکھتا ہے: "ہمارا خدا ایک ہی ہے یعنی باپ اور ہمارا خداوند ایک ہی ہے یعنی یسوع"۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ عقیدہ عقلی طور پر دلائل کی رو سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ اپنی تقریر کے اختتام میں انہوں نے کہا کہ انہیں بہت

خوشی ہے کہ آج کی مجلس میں انہیں شرکت کا موقع ملا اور جس محبت سے حضرت عیسیٰؑ کا ذکر اس محفل میں کیا گیا ہے اس سے ان کا دل بہت متاثر ہوا ہے۔

جناب پراناواداس نے ہندو مت کے نمائندہ کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ویدوں کے مطابق خدا کے بھیجے ہوئے برگزیدہ میں جو نشانیاں موجود ہونی چاہئیں وہ سب حضرت عیسیٰؑ میں موجود تھیں اور وہ ایک سچے نبی تھے۔ لیکن جس طرح سکول کی کلاسوں میں پڑھنے والے بچوں کے مختلف استاد ہوتے ہیں اسی طرح لوگ بھی مختلف مذاہب میں بٹے ہوئے ہیں اور ان کے روحانی اساتذہ اور مقدس شخصیات بھی جدا جدا ہیں اور سبھی اپنی جگہ اور اپنی سوچ کے مطابق درست ہیں۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے دو مقررین نے اظہار خیال کیا:

☆...... مکرمہ محترمہ سعیدہ طارق صاحبہ، آپ سویڈش احمدی خاتون ہیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں آنے سے قبل عیسائیت کی مبلغ تھیں۔ عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہوئے جب انہیں احمدیت کا پیغام دیا گیا تو چونکہ ایک سعید روح رکھتی تھیں اس لئے انہوں نے دل کی گہرائی سے اس سچائی کو قبول کیا اور پھر اسی پر استقامت اختیار کی۔ اس وقت لجنہ اماء اللہ سویڈن کی نیشنل سیکرٹری تبلیغ ہیں۔ بائبل کا گہرا علم رکھتی ہیں اس لئے عیسائیوں کو پیغام حق پہنچانے میں ایک خاص ملکہ رکھتی ہیں۔ نیز قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہوئے اس کے لئے اپنے دل میں بہت عزت اور محبت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فن تقریر میں بھی مہارت رکھتی ہیں اور نپے تلے لہجہ میں اپنا ما فی الضمیر بیان کرنے کی قدرت رکھتی ہیں۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا "قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کا مقام"۔

سویڈش احمدی خاتون مکرمہ محترمہ سعیدہ طارق صاحبہ نے اپنی تقریر میں قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں حضرت عیسیٰؑ کا مقام بیان کیا۔ نیز واقعہ صلیب کی اصل حقیقت اور اس کا پس منظر، جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خوب کھولا ہے، حاضرین کو بتایا۔ نیز انہوں نے قرآن مجید میں توحید کے تصور کو بھی قرآنی آیات کی روشنی میں واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے اور نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے۔ وہ خالق و مالک دو جہان ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اسے نہ بیٹوں کی ضرورت ہے نہ بیٹیوں کی۔

خاکسار (طارق چوہان) کی تقریر کا عنوان تھا "ناصرۃ کا پیغمبر"۔ جس میں خاکسار نے انجیل و تورات کے حوالوں سے بیان کیا کہ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ خدا کے ایک پیارے تھے جنہیں بنی اسرائیل کی طرف ہدایت دے کر بھیجا گیا تھا اور انجیل کے مطابق ان کی آمد کا مقصد موسوی شریعت کو منسوخ کرنا نہیں تھا بلکہ اس کی اصل صورت میں از سر نو جاری کرنا تھا کیونکہ یہود اصل تعلیم بھلا چکے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے دعویٰ کیا تھا کہ ان کا دنیا میں مبعوث ہونا گویا خدا کا آنا تھا اور بائبل میں یہی بات حضرت موسیٰؑ کی آمد کے متعلق بھی کہی گئی اور حضرت محمد ﷺ کے متعلق بھی کہی گئی۔ جیسا کہ استثناء باب ۳۳ میں درج ہے:۔

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں ان کے لئے آتشی شریعت تھی"۔

حضرت عیسیٰؑ نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اور وہ اپنے اس دعویٰ میں بھی سچے تھے کیونکہ خدا کا بیٹا ہونا بائبل کی رو سے ایک پیار کے اظہار کی اصطلاح ہے۔ یہودیوں نے جب حضرت عیسیٰؑ پر کفر کا الزام لگایا تو انہوں نے نہایت مدلل طریق پر اپنے دعویٰ کی حقیقت کو کھول دیا۔ ایک روز جب کہ حضرت عیسیٰؑ ہیکل کے اندر سلیمانی برآمدہ میں ٹہل رہے تھے تو یہودی ان کے گرد جمع ہوگئے اور ان سے ان کے دعویٰ کے متعلق استفسار کیا جیسا کہ یوحنا کی انجیل کے باب ۱۰ میں درج ہے:

"یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لئے پتھر اٹھائے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں، ان میں سے کس کام کے سبب سے مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں نہیں لکھا کہ "میں نے کہا تم خدا ہو"۔ جب کہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ کیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا کہ میں خداوند کا بیٹا ہوں"۔

خاکسار نے بائبل کے حوالوں کی مدد سے بیان کیا کہ حضرت داؤدؑ کو حضرت سلیمانؑ کو اور حضرت افرائیمؑ کو بھی خدا کے بیٹے کہا گیا ہے بلکہ ان افراد کو بھی خدا کے بیٹے کہا گیا ہے جو صلح کے لئے کوششیں کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے آج کے سمپوزیم کے شرکاء بھی ایسے لوگوں میں شامل ہیں جو مختلف مذاہب کے درمیان امن و آشتی اور صلح جوئی کو فروغ دینا چاہتے ہیں اور انجیل کی اصطلاح کے مطابق یہ سب لوگ خدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔

سمپوزیم کی تقاریر کے بعد ماڈریٹر جناب Roy Cornellusson نے اس مجلس کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ اس طرح کی مجالس مستقبل میں بھی منعقد ہوتی رہیں گی۔ تقریب کے اختتام پر امیر صاحب نے مقررین کو "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا سویڈش ترجمہ، جو حال ہی میں کتابی صورت میں شائع ہوا ہے تحفۃً پیش کیا۔ بعدہ چائے کافی اور سینڈوچز سے جملہ حاضرین کی تواضع کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے مقررین کی تقاریر کو بہت سراہا گیا۔ تقریب کے اختتام پر ایک خاتون خاکسار کے پاس تشریف لائیں اور تقریر کی تعریف کی اور کہا وہ مضمون جو عیسائی پادری بھی بیان کرنے سے ہچکچاتے ہیں آپ نے بڑی آسانی سے بیان کر دیا۔ انہوں نے اس امر پر بھی حیرانی کا اظہار کیا کہ آپ مسلمان ہو کر بھی پادریوں سے زیادہ بائبل کا علم رکھتے ہیں جبکہ ہمیں قرآن کا کوئی علم نہیں ہے۔ ایک صاحب جو کیتھولک چرچ سے تعلق رکھتے تھے خاکسار کے پاس آئے اور کہا کہ وہ تقریر سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ انہوں نے تقریر کی ایک نقل لینے کی درخواست کی اور کہا کہ ان کے چرچ میں نوجوانوں کو بائبل کا علم سکھانے کے لئے کلاسز ہوتی ہیں آپ آکر ہمارے طلباء کو لیکچر دیں کیونکہ آپ کی باتیں بہت مدلل اور منطقی ہیں۔ یہاں تک کہ دونوں پادری صاحبان نے بھی خاکسار کی تقریر کی نقل کے لئے درخواست کی جو بعد میں انہیں مہیا کر دی گئی۔ سب تعریفیں یقیناً اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا

# ۳۵واں جلسہ سالانہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۵واں جلسہ سالانہ بتاریخ ۲۸، ۲۹، ۳۰؍جولائی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اسلام آباد (برطانیہ) میں منعقد ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور انور کی بابرکت موجودگی اور شمولیت کی بنا پر اس جلسہ کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس جلسہ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ شرکاء جلسہ کو پیارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعدد روح پرور علمی خطابات سننے اور رُخ انور کو بار بار دیکھنے کی سعادت ملتی ہے۔

اتوار کے روز صبح کے اجلاس میں عالمگیر بیعت کی تقریب منعقد ہوتی ہے۔ یہ تقریب ایک عظیم روحانی تجربہ کا حکم رکھتی ہے جو اس جلسہ کی روحانی کیفیات کو نقطۂ عروج پر پہنچا دیتی ہے۔

مختلف ممالک کے معزز مہمان بھی بہت کثرت سے جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے ہیں ان میں مختلف ممالک کے سفراء، وزراء، ممبران پارلیمنٹ، کونسلرز، میئرز اور دیگر علمی شخصیات شامل ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض حاضرین جلسہ سے مختصر خطاب بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس طرح ہمارا یہ جلسہ سالانہ احمدیت کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار اور صداقت احمدیت کا زندہ نشان ہے۔

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر سے درخواست ہے کہ عشاق اسلام کے اس فقید المثال روحانی اجتماع کی غیر معمولی کامیابی کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے وہ سب مبارک مقاصد پورے فرمائے جن کی خاطر اس کی بنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے ۱۸۹۱ء میں رکھی گئی۔ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ مخلصین کو اس جلسہ میں شمولیت کی توفیق دے تا وہ اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور دیدار سے اپنی ترسی نگاہوں کو سیراب کر سکیں اور ان سب برکات اور دعاؤں کے وارث بن سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کے شرکاء کے لئے فرمائی ہیں۔

(عطاء المجیب راشد)
(افسر جلسہ گاہ ۲۰۰۰ء)


فرینکفرٹ کے نزدیک فریدبرگ میں سیکنڈ ہینڈ کاروں کی خرید و فروخت کا مرکز

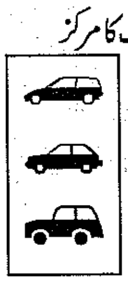
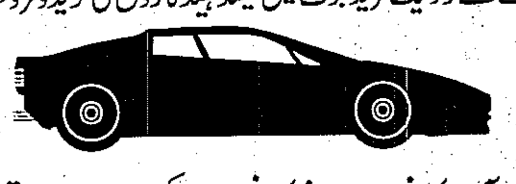
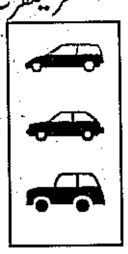

آپ کار خریدنا یا اپنی کار فروخت کرنا چاہتے ہیں تو
ہمارے ہاں تشریف لائیں یا بذریعہ فون یا فیکس رابطہ کریں
نقد ادائیگی کے ساتھ TÜV کے بغیر کاریں بھی خریدی جاتی ہیں

**Malik Asif Mahmood**
Saar Str. 25, Friedberg
Tel. Office: 0171-6214360, (Mobile)
Tel. Prv. 06031-7685 Fax : 06031-680352

**fozman foods**
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 8553-3611

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

# مجلس عرفان

## (۱۸؍فروری ۲۰۰۰ء)

(مرتبہ: غلام مصطفی تبسم)

(۱۸؍فروری ۲۰۰۰ء کو مسجد فضل لندن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس عرفان منعقد ہوئی۔ ہمیں امید ہے کہ احباب ایم ٹی اے کے ذریعہ ان مجالس کو براہ راست دیکھ اور سن کر بھرپور طور پر فیضیاب ہوتے ہونگے۔ تاہم ریکارڈ کی غرض سے نیز ایسے احباب کی سہولت کے لئے جو کسی وجہ سے اصل پروگرام کو دیکھ اور سن نہیں سکے ذیل میں اس نہایت مبارک، دلچسپ مفید اور معلوماتی مجلس عرفان میں پوچھے جانے والے سوالات میں سے بعض سوال مع جوابات ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے) (ادارہ)

**سوال: میرے دوست کا سوال ہے کہ مامور من اللہ کے سچا ہونے کے لئے معیار ہے کہ کم از کم وہ اپنے دعوے کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ ماموریت کب کیا تھا تاکہ میرے دوست کی تسلی ہوجائے؟**

جواب: حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ۱۸۸۲ء میں دعویٰ کیا ہے۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں اور ۱۹۰۸ء تک ۲۶ سال بن گئے۔ لیکن اس مسئلے میں مَیں ایک بات سمجھانا چاہتا ہوں یہ کوئی ایسا قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہر نبی ۲۳ سال کا عرصہ پائے۔ مراد یہ تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کہ اگر حضرت رسول اللہ ﷺ ۲۳ سال تک زندہ رہے اور نبوت کرتے رہے تو کسی جھوٹے کو آپؐ سے زیادہ موقع کیسے مل سکتا ہے۔ تو یہ بعد کے زمانے کے متعلق بات تھی۔

**سوال: دین میں دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر کیوں سمجھا جاتا ہے؟**

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: یہ صرف مالی معاملات میں ہے جن سے عورتیں اکثر اوقات پوری طرح واقف نہیں ہوتیں اور اس بارہ میں بھی قرآن کریم میں یہ حکم ہے کہ دونوں گواہی نہیں دیں گے۔ ایک عورت گواہی دے گی اگر وہ بھول جائے تو پھر دوسری اس کو یاد کرادے گی۔ تو گواہی تو ایک ہی ہوئی۔

**سوال: ایک اور بچے نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ وقف نو اور وقف زندگی میں کیا فرق ہے؟**

جواب: حضور نے فرمایا: وقف نو تو ایک ایسی تحریک ہے جس میں ماں باپ اپنے ہونے والے بچے کو پہلے ہی وقف کردیتے ہیں۔ اس کو وقف نو کہتے ہیں اور ویسے بڑے ہوکر بے حد واقفین زندگی ہیں جنہوں نے خود اپنے شوق سے وقف کیا ہے تو اس کو عام وقف کہتے ہیں۔

**سوال: جب کوئی گھر میں جماعت کروا رہا ہو اور وہ نماز میں سورۃ بھول جائے اور مقتدیوں میں سے بھی کسی کو نہ آتی ہو تو کیا وہ سورۃ چھوڑ کے اور دوسری سورۃ شروع کر سکتا ہے؟**

جواب: حضور نے فرمایا: کرسکتا ہے۔ پہلی سورۃ میں سے اگر چند آیات ہوچکی ہوں تو وہی کافی سمجھ لے۔ اس پہ کسی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ یعنی اگر کسی سورۃ کی تین کے قریب آیات ہوچکی ہوں تو پھر اسی پہ ختم کرسکتا ہے۔ دوسری سورۃ شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

**سوال: آپ نے رمضان المبارک میں ایک درس کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ سابقہ علماء کے مطابق سورۃ المائدہ میں اٹھارہ احکامات ایسے ہیں جو پہلے کسی سورۃ میں بیان نہیں ہوئے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کیا احکام ہیں؟**

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: آپ پوچھ تو سکتے ہیں مگر آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ آج کل میں یہی کام کررہا ہوں اور بہت سے علماء میری مدد کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی کہ قرآن کریم کے اوامر و نواہی خود آپ بیان کریں اور تحریک کریں۔ آپ نے بہت سے نوٹس بھی خود چھوڑے اپنے ہاتھ سے لیکن اس کام کو مکمل نہیں کرسکے۔ تو اس خواہش کے احترام میں مَیں نے سوچا کہ ہم اس کام کو مکمل کرتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں بعض بزرگ علماء نیک اور سچے قرآن کریم اور عربی جاننے والے اور تقویٰ شعار علماء سے مَیں مدد لے رہا ہوں جو یہاں بھی ہیں، باہر بھی ہیں۔ ربوہ وغیرہ میں بھی ہیں اور میں نے خود بڑھا ہے شروع سے لے کر آخر تک قرآن کریم اور جہاں میں نے سمجھا یہ حکم ہے وہاں نوٹ کروایا، جہاں سمجھا نہی ہے وہاں بھی نوٹ کروایا ہے۔ یہ کام تو بظاہر آسان تھا لیکن بعض آیتوں پر شک پڑتا ہے کہ اس کو احکام میں شامل کریں یا گزشتہ انبیاء کی باتوں میں۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کو حکم ملے ہوئے ہیں یہ تو تاریخی واقعہ ہے اسی طرح بہت سی آیات ہیں شک تھا کہ ادھر ڈالا جائے یا ادھر ڈالا جائے تو اس پر ہم نے مشورے کئے علماء سے۔ ان کی رائے نوٹ کی اور پھر آخری فیصلہ کیا۔ یہ کام تقریباً مکمل ہوچکا ہے اور اب میرا خیال ہے اگلے ہفتہ تک میں علماء کے ساتھ بیٹھ کر اس کو آخری صورت دے دوں گا۔ پھر یہ سارے ضروری مسئلے کہ اوامر و نواہی کتنے ہیں، کن سورتوں میں ہیں، کتنا حکم ہے، کتنی مناہی ہے۔ ساری بات اس میں آجائے گی۔

**سوال: حضور سورۃ المائدہ میں ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ......الخ۔ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تھی تو حضرت ابوبکرؓ رو پڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا مشن ختم ہونے والا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا اس موقعہ پر کیا ردعمل تھا؟**

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا بڑی خوشخبری تھی ایک لحاظ سے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر خطرے سے بچایا یہاں تک کہ قرآنی تعلیم مکمل ہوگئی اور اب یہ ایک بڑا معجزہ ہے، بہت بڑا معجزہ۔ اتنے خطرات میں آپؐ نے اپنی جان ڈالی، اتنے دشمن تھے، زہر دئے گئے، حملے کئے گئے لیکن خدا نے آپ کو سنبھالے رکھا۔ بلکہ جب ہجرت کے وقت باہر نکلے تھے اس وقت بھی بظاہر ناممکن تھا کہ آپ ان سے بچ جاتے لیکن ایک معجزہ نہیں، معجزوں پر معجزے ہیں، معجزوں کی بھرمار ہے کہ مکہ کی زندگی میں خدا نے آپ کو بچائے رکھا، ہجرت میں بچائے رکھا، ہجرت کے بعد خطرات سے بچائے رکھا، مغازی میں بچائے رکھا اور جب تک وہ تعلیم مکمل نہیں ہوگئی جس کے متعلق لازم تھا کہ وہ دنیا کے آخر تک رہے گی اس وقت تک آپؐ کو زندہ رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اس طرح آنحضرت ﷺ کا کام مکمل ہوا اور آپ خوش بھی تھے کہ کام مکمل ہوگیا لیکن حضرت ابوبکرؓ کو یہ صدمہ پہنچا اس خیال سے کہ جب کام مکمل ہوگیا تو خدا واپس بلالے گا اور وہی بات ہوئی۔ بہت جلد اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ اس وجہ سے روئے تھے۔

**سوال: اس سلسلہ میں دوسری چیز یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو کبھی ختم نہیں ہوتیں تو اس کا کیا مطلب ہے؟**

جواب: حضور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: یہاں نعمت سے مراد نبوت کی نعمت ہے۔ نبوت کی نعمت میں جتنی بھی چیزیں انسان کو مل سکتی تھیں یہ اَکْمَلْتُ کا دوسرا معجزہ ہے جو وہی معنے رکھتا ہے کہ ہم نے اپنی ساری نعمتیں تم پہ پوری کردیں اور یہ آیت بہت گہری ہے اس میں ہر قسم کی نعمتیں مراد ہیں دنیا کی، آخرت کی، ہر طرح کی نعمتیں تجھے مکمل طور پر عطا کی گئی ہیں۔

**سوال: باجماعت نماز میں اِنِّی وَجَّہْتُ والی دعا کب پڑھتے ہیں؟**

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: اس سلسلے میں بچوں کے پوچھنے کی وجہ سے ہم نے تحقیق کی۔ میں تو اللہ اکبر کے بعد اِنِّی وَجَّہْتُ ......الخ پڑھا کرتا تھا۔ بچوں کے سوالوں کی وجہ سے جب ہم نے تحقیق کی تو بہت اور باتیں عجیب و غریب ملی ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضور ﷺ ہمیشہ یہ نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ بعض بہت لمبی لمبی دعائیں ہیں مثلاً اے اللہ میرے اور میرے گناہوں میں مشرق اور مغرب کا بُعد ڈال دے۔ اور بہت سی دعائیں ہیں اور سید الاستغفار بھی ہے۔ تو ایک بات تو مجھے پتہ لگ گئی کہ ہمارے ہاں یہ جو مشہور ہے نیت پہلے پڑھنی چاہئے درست نہیں۔ آنحضرت ﷺ اللہ اکبر کہنے کے بعد نیت کی دعا کیا کرتے تھے۔ اور یہ خیال کہ ہمیشہ ہی یہی دعا کیا کرتے تھے یہ بات بھی درست نہیں۔ بہت سی دوسری دعائیں بھی جو بخاری میں اور دوسری اہم کتب میں درج ہیں ان میں اور دعائیں ہیں اس کا بہت کم ذکر ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس کا ذکر ہے۔ قرآن کریم کی جو آیت ہے اس میں اِنِّی کا لفظ ہے لیکن جو روایات میں پتہ چلتا ہے وہ دعا وَجَّہْتُ سے شروع ہوتی ہے۔ اور اس کے سوا اور بہت سی دعائیں ہیں۔ تو آپ لوگوں کے لئے ممکن ہی نہیں کہ ہر نماز سے پہلے اتنی لمبی نیت کیا کریں۔ اس کو تو سات آٹھ منٹ لگ جائیں گے تو اس لئے مختصر یہی رواج ہمارے چل پڑا ہے۔ اور کوئی حرج نہیں اگر وَجَّہْتُ والی نیت کیا کریں اور اللہ اکبر کے بعد کیا کریں۔ اس سلسلے میں جو وہم پیدا ہوتے ہیں لوگوں کو کہ یہ دعا پڑھیں یا وہ پڑھیں جب یہ روایات دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ بہت زیادہ دوسری دعائیں ہیں جو کی جاتی تھیں۔ اور وَجَّہْتُ والی دعا کے بعد بھی اور بہت سی دعائیں پڑھی جاتی ہیں صرف اسی پر بس نہیں کی جاتی۔ تو اس لئے توہمات میں نہیں پڑنا چاہئے۔ یہ چھوٹی سی دعا کافی ہے۔

وہموں کے متعلق ہمارے ملک میں ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک آدمی کو یہ وہم کی بیماری تھی وہ جب پچھلی صف سے دعا کیا کرتا تھا وَجَّہْتُ تو چونکہ ان میں ایک یہ بھی رواج ہے کہ وہ یہ بھی نیت کیا کرتے ہیں کہ اس امام کے پیچھے۔ تو کہا کرتا تھا اس امام کے پیچھے تو پھر خیال آیا آگے تو میرے کوئی اور آدمی کھڑا ہوا ہے میں نے جو یہ کہہ دیا ہے اس امام کے پیچھے یہ تو پھر اللہ میاں سمجھے گا کہ میں اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔ تو پھر وہ کوشش کرکے اگلی صف میں آگیا اور کہا 'پیچھے ایس امام دے'۔ تو اس کو خیال آیا کہ سامنے تو دیوار ہے امام تو ہے نہیں۔ پھر اس نے سوچا کہ بہتر یہی ہے کہ عین امام کے پیچھے کھڑا ہوں تاکہ اللہ میاں کو بھی دھوکہ نہ لگے کہ میں کس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔ تو اس نے زور سے کہا 'پیچھے اس امام دے'۔ پھر خیال آیا کہ اس کے اور میرے درمیان تو فاصلہ ہے تو پکی بات نہیں تو امام کو دو ہتڑ مار کے کہا 'پیچھے ایس امام دے'۔ اس لئے توہمات میں نہیں پڑنا چاہئے اللہ میاں کو پتہ ہے کس امام کے پیچھے پڑھ رہے ہیں۔

(بشکریہ: روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹؍مئی ۲۰۰۰ء)

# سائنس کارنر

(مرتبہ: ھدایت زمانی)

## پورٹیبل سکینر (Scanner)

کمپیوٹر بنانے والی ہیکارڈ کمپنی نے ایک پورٹیبل سکینر (Portable Scanner) بنایا ہے جو آج کل کے کمپیوٹر دور میں ایک نہایت موزوں اور کار آمد شے ہے۔ اس آلے کا نام Capshare 920 رکھا گیا ہے۔ اس کو جب بھی کسی تحریر کے اوپر سے گزارا جاتا ہے تو چاہے وہ تحریر اتنی چھوٹی ہو جیسا کہ بزنس کارڈ یا بہت بڑی دستاویز ہو اس کا عکس اس آلے کی سکرین پر آ جاتا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس عکس کو میموری (Memory) میں محفوظ کر سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو کمپیوٹر میں منتقل کر سکتے ہیں اور سافٹ وئیر کی مدد سے اسے ای فیکس یا ای میل بھی کیا جا سکتا ہے یا اگر ضرورت پڑے تو پرنٹر کی مدد سے اس کا پرنٹ بھی نکالا جا سکتا ہے۔

ایک عام جسامت کے خط کو پرنٹ کرنے میں دس سیکنڈ کا عرصہ درکار ہے۔ یہ آلہ بیٹری کی مدد سے چلتا ہے اور چونکہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکتا ہے بعض حالات میں اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اور یہ کم خرچ بھی ہے۔

## مد و جزر بتانے والا آلہ

حال ہی میں ایک ایسا آلہ ایجاد کیا گیا ہے جو دنیا کے کسی بھی ساحل پر مدّوجزر سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ آلہ ملاحوں کے لئے نیز سمندری سپورٹس مثلاً سرفنگ (Surfing) کے لئے بہت مفید ہے۔ سرفنگ پانی میں اس کھیل کو کہتے ہیں جس میں انسان لکڑی کے تختہ پر کھڑے ہو کر سمندر کی امواج کے اوپر پھسلتا جاتا ہے۔

اس آلے کو کسی بھی ساحل سمندر پر کھڑے ہو کر آپ سیٹ کر سکتے ہیں اور اس میں اگر تاریخ اور کامل مدّ کے وقت کا اندراج کر دیا جائے تو یہ آلہ آپ کو سالہا سال تک مدّوجزر کی کیفیت بتاتا رہے گا۔ اس طرح دنیا میں کسی جگہ بھی آپ کو جوار بھاٹے کا پتہ کرنا ہو تو اسے مقامی طور پر سیٹ کر کے آپ مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

## فری پلے ٹارچ اور فری پلے ریڈیو

آج کل بازار میں فری پلے ٹارچ اور فری پلے ریڈیو دستیاب ہیں جو بغیر بجلی خرچ کئے کچھ عرصہ تک کام کرتے ہیں۔ ہنگامی صورتوں میں یہ دونوں آلات بہت مفید ہیں۔

ان کی ساخت کچھ اس قسم کی ہے کہ دونوں میں ایک چھوٹا سا جنریٹر رکھا گیا ہے جسے ہاتھ سے چرخی کے ذریعہ گھمایا جا سکتا ہے۔

فری پلے ٹارچ کا وزن صرف ایک کلوگرام ہے۔ عام طور پر اسے بجلی کی ساکٹ میں لگا کر چارج کیا جاتا ہے اور یہ کافی مدت تک روشنی دیتی ہے مگر ہنگامی صورت میں جب برقی رو ختم ہو جائے اور یہ روشنی نہ دے تو ہاتھ سے جنریٹر کی چرخی کو ۶۰ دفعہ گھمائیں تو ۱۰ منٹ تک روشنی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ٹارچ کے اندر ۵ ملی میٹر لمبے تیز روشنی دینے والے Diodes فِٹ کئے گئے ہیں جو تیز روشنی دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایسی ٹارچ ۹۰ سال تک خراب نہیں ہو گی۔

فری پلے ریڈیو بھی چابی سے گھمانے والا ایک چھوٹا سا سفری ریڈیو ہے۔ اس کو بجلی کی ساکٹ میں لگا کر چارج کیا جاتا ہے اور اس طرح یہ کافی عرصہ تک کام کرتا رہتا ہے۔ اگر کسی وقت برقی رو ختم ہو جائے تو چونکہ دوبارہ چارج کرنے کے لئے کچھ عرصہ درکار ہو گا ہنگامی طور پر اس کو چابی گھما کر پروگرام سنے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اگر اس کی چابی کو ۳۰ سیکنڈ تک گھمایا جائے تو ریڈیو مزید ایک گھنٹہ کے لئے سنا جا سکتا ہے۔ اس ریڈیو کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ چونکہ اس میں سولر پینل (Solar Panel) نصب کئے گئے ہیں۔ اسے اگر دھوپ میں رکھا جائے تب بھی چارج ہو جاتا ہے۔ یہ ریڈیو FM اور AM اور دو شارٹ ویو بینڈ (Short Wave Band) پر مشتمل ہے۔


الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)


# نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۷ر جون ۲۰۰۰ء مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ مسعودہ اقبال بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد انشاء اللہ خان بھٹی مرحوم کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ کی وفات ۱۲ر جون کو ہوئی۔ آپ مکرم اشتیاق احمد صاحب بھٹی، اور مکرم افتخار احمد صاحب بھٹی کی والدہ اور مکرم میجر محمود احمد صاحب انچارج عملہ حفاظت لندن کی خوشدامنہ تھیں۔ مرحومہ موصیہ اور مخلص فدائی خاتون تھیں۔

اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(۱) مکرم عبداللطیف صاحب شہید چک نمبر ۱۸ بہوڑو تحصیل سانگلہ ضلع شیخوپورہ۔ مورخہ ۸ر جون ۲۰۰۰ء کو غیر احمدیوں نے فائرنگ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ اس فائرنگ سے چار احمدی شدید زخمی ہوئے ہیں جو سانگلہ ہل ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

(۲)...... مکرم شیخ ناصر احمد صاحب، امیر جماعت سویٹزر لینڈ۔ آپ ۲۸ر مئی ۲۰۰۰ء کو بعمر ۸۱ سال وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ۱۹۴۶ء کو بطور مبلغ جرمنی پہنچے لیکن جنگ کی وجہ سے حالات بہتر نہ تھے جس کی وجہ سے سویٹزر لینڈ میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کا ارشاد ہوا۔ ۱۹۶۲ء میں سویٹزر لینڈ میں مسجد تعمیر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جس کا سنگ بنیاد حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ نے رکھا۔

آپ ۱۹۴۶ء تا ۱۹۶۲ء پہلے امیر و مشنری انچارج سویٹزر لینڈ مقرر ہوئے اور اس دوز کو خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ ۱۹۵۶ء میں قرآن کریم کا جرمن ترجمہ کروایا۔ اس ترجمہ کو جرمنی اور سویٹزر لینڈ میں مقبولیت حاصل ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا جرمن ترجمہ بھی آپ کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ آپ علمی اور ادبی میدان میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ بڑے بڑے پروفیسر بھی آپ کی قابلیت کے معترف ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ ۱۹۹۷ء میں آپ کو دوبارہ امیر مقرر کیا گیا اور آخر دم تک نہایت ذمہ داری کے ساتھ تمام فرائض کو سرانجام دیا۔

(۳)...... مکرم عطاء الرحمٰن غنی صاحب عرف انّو میاں آف لاہور۔

آپ ۹ر جون ۲۰۰۰ء کو ۸۶ سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔ آپ سائنس دان تھے۔ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کے ممبر بھی رہے اور ریسرچ کا کام کیا۔ بہت مخلص فدائی احمدی تھے۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کی بیٹی آصفہ بیگم اور بیٹا ضیاء الرحمٰن غنی خصوصیت سے دعاؤں کے محتاج ہیں۔ آصفہ بیگم، مکرم قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم کی بہو اور ان کے بیٹے قاضی شاہد احمد کی بیگم ہیں۔

(۴)...... مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم قاضی محمد اسلم صاحب لاہور۔ خوشدامنہ محترم آفتاب احمد خان صاحب مرحوم (سابق امیر یو کے) ۹۰ سال کی عمر میں لاہور میں انتقال کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی بیٹی عطیہ صاحبہ (بیگم آفتاب احمد خان صاحب مرحوم) لندن میں ہیں۔ مرحومہ بہت مخلص خاتون تھیں اور صبح و شام خاموش بیٹھی ایم ٹی اے کے نظاروں میں محو رہا کرتی تھیں۔

(۵)...... مولوی محمد اشرف صاحب سابق امیر جماعت بھیرہ، سابق معلم وقف جدید مورخہ ۷ر جون ۲۰۰۰ء بعمر ۸۷ سال وفات پا گئے۔ آپ محترم مولوی محمد اعظم اکسیر صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے۔ اور حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ہلالپوری کے داماد تھے۔

(۵)...... مکرم رضیہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری نذیر احمد اختر صاحب ربوہ۔ ۲ر جون ۲۰۰۰ء کو ربوہ میں وفات پا گئیں۔ آپ محترم باسط احمد صاحب مبلغ آئیوری کوسٹ کی والدہ تھیں۔ انتہائی دعا گو اور مخلص خاتون تھیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔


ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

Malik Food
سیل زبردست سیل ۳۱ر جولائی ۲۰۰۰ء تک
Malik Food والوں کی طرف سے فخریہ پیشکش

| | |
|---|---|
| جرمن بکرے کا تازہ حلال گوشت (سالم بکرا) | 10-00 DM (فی کلو) |
| چپاتی آٹا (۱۰ کلو) | 7-00 DM |
| پاکستانی کرنل باسمتی چاول (فی ۱۰ کلو) | 32-00 DM |
| دال مونگ، دال چنا، دال مسور، دال ماش (۲ کلو) | 4-95 DM |

احمد کے اچار (ایک کلو) 5-50 DM۔ ابلے چنے (۱۲ ڈبے) 7-50 DM۔ پاکستانی سبزی (ایک کلو) 6-50 DM

پاکستانی آم بارعایت خریدیں
تھوک اور پرچون پر بھی سامان حاصل کریں۔ شادی بیاہ اور دیگر پارٹیوں کے موقع پر پکا پکایا لذیذ اور عمدہ کھانا زردہ یا کھیر، گوشت قورمہ، گوشت پلاؤ، اودن روسٹ مرغی ۹ مارک فی کس۔ اور کھانا پکانے کا بھی معقول انتظام ہے
Eckenheimer Landstr. 300 . 60435 Frankfurt / M
Tel: (069) 543628 Fax: (069) 954 10982

بیلہ بوتیک
جلسہ سالانہ ۲۰۰۰ء کی خصوصی آفر (سٹاک حاضر ہے) پہلے آیئے، پہلے پایئے
لون سوٹ ۲۹ مارک کاٹن سوٹ ۳۹ مارک
Tel: 069 24279400 & 0170 2128820
Kaiser Str 64 Laden 29 - Frankfurt

بقیہ رپورٹ: دورہ انڈونیشیا از صفحہ نمبر ۲

تعداد بھی دو ہزار کے لگ بھگ تھی۔

ساڑھے چھ بجے نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ بعد میں مجلس عرفان ہوئی جو رات ۹ بجے تک جاری رہی۔ رات قیام مانسلور میں تھا۔

**۲۶/جون بروز سوموار:** صبح پونے پانچ بجے حضور انور نے نماز فجر پڑھائی۔ نماز پر حاضری تین ہزار کے قریب تھی۔ صبح آٹھ بجے مانسلور سے تاسک ملایا کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں حضور انور Ciamis کے مقام پر بیس منٹ کے لئے رکے۔ ساڑھے دس بجے تاسک ملایا آمد ہوئی۔ حضور انور نے موجود احباب سے مصافحہ کیا۔ پھر خواتین کی طرف تشریف لے گئے۔ بچوں نے احمدیت کا ترانہ گایا۔ حضور انور نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور تمام بچوں میں چاکلیٹ تقسیم کیں اور فرمایا میں آپ سب کے لئے قدم قدم پر دعائیں کر رہا ہوں۔ میں آپ سے بہت خوش ہوں۔ اللہ آپ کو بے انتہا فضلوں اور برکتوں سے نوازے۔

☆......اجتماعی دعا کے بعد تاسک ملایا سے روانگی ہوئی اور گیارہ بجے کے قریب حضور Singaparna کے مقام پر پہنچے جہاں احباب جماعت پہلے سے صف آراء تھے۔ حضور نے سب سے مصافحہ کیا اور عورتوں کو شرف زیارت عطا فرمایا۔

حضور انور مسجد مبارک کے محراب میں تشریف لے گئے۔ یہ مسجد ۱۹۳۹ء میں حضرت مولانا رحمت علی صاحب نے بنوائی تھی۔ حضور انور نے مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر پر سوز دعا کی سب حاضرین دعا میں شامل ہوئے۔ دعا سے قبل حضور نے فرمایا کہ اس دعا میں ان شہداء احمدیت کو بھی شامل کریں جو اس علاقہ میں شہید ہوئے۔ (ان شہداء کا ذکر حضور انور نے شہداء کے متعلق خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا)۔ دعا کے بعد Wanasigara کے لئے روانگی ہوئی۔ سوا بارہ بجے وہاں آمد ہوئی۔ یہاں بھی چار ہزار سے زائد احباب جماعت نے حضور انور کا پر جوش استقبال کیا اور بچیوں نے نغمے گائے۔ بڑا ایمان افروز منظر تھا۔ حضور نے رک کر یہ ترانے سنے، بچوں کو پیار کیا اور دعائیں دیں۔

☆......Wanasiga کے مقام پر ارد گرد کے دس دیہات کے احمدی موجود تھے۔ یہ سارے کا سارا علاقہ خدا کے فضل سے احمدی ہے۔ جس طرف بھی رخ کریں احمدی ہی احمدی ہیں۔ بازار، دوکانیں، گلیاں، مکان، ہزاروں ایکڑ رقبے پر پھیلے ہوئے کھیت، باغات، پہاڑیاں سب کچھ احمدیوں کا ہے اور احمدی بھی وہ جو اپنے اخلاص، محبت اور ایمان میں ایک مثال ہیں، جنہیں دیکھ کر رشک آتا ہے۔ جب حضور کے چہرہ پر نظر پڑتی ہے تو دیکھتے ہیں، روتے ہیں، ہاتھ ہلاتے ہیں، سلام کرتے ہیں اور روتے جاتے ہیں۔ مرد کیا، عورتیں کیا سبھی کا ایک ہی حال ہے۔ اس علاقہ میں جماعتیں ۱۹۴۰ء سے قائم ہیں۔ مولانا عبدالواحد صاحب اس علاقہ میں پہلے مبلغ تھے۔

☆......چار بجے حضور انور نے "الواحد سیکنڈری ہائی سکول" جس کی تعمیر عنقریب شروع ہونی ہے کی بنیادی اینٹ پر دعا کی اور جو تختی نصب ہونی ہے اس پر اپنا نام لکھا اور دستخط کئے۔ ایک مسجد کی تختی پر بھی حضور انور نے اپنا نام لکھا۔ یہ تختی نئی تعمیر شدہ ایک مسجد میں نصب کی جائے گی۔

☆......اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے ریشم تیار کرنے والی ایک فیکٹری کے ایک حصہ کا معائنہ فرمایا۔ اس میں ریشم کے کیڑے سے لے کر کپڑا تیار ہونے تک کا سارا Process دکھایا گیا اور تمام Process میں جو مشینری استعمال ہوتی ہے وہ ہمارے ایک احمدی انجینئر نے از خود تیار کی ہے اور خود ہی ڈیزائن کی ہے۔ اس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

☆......نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے تمام مرد احباب سے مصافحہ کیا جن کی تعداد دو ہزار سے زائد تھی اور بچوں کو پیار کیا۔ مردوں سے مصافحہ کے بعد جب حضور انور مسجد سے باہر نکلے تو آگے سڑک کے دونوں اطراف بچیوں کی قطاریں تھیں اور وہ نہایت پیاری آواز میں گیت گا رہی تھیں۔ حضور انور آہستہ آہستہ ان کے درمیان چلتے رہے۔ کبھی دائیں طرف جاتے اور بچیوں کو پیار کرتے اور کبھی بائیں طرف جا کر بچیوں کو پیار کرتے، ان کے سروں پر ہاتھ رکھتے۔ سینکڑوں کی تعداد میں ایک ہی طرز کے لباس میں ملبوس یہ بچیاں استقبالیہ گیت گا رہی تھیں۔ سب کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

مانسلور کے مقام پر تعمیر شدہ جماعت احمدیہ کی ایک اور خوبصورت مسجد۔ مسجد البرکہ

ننھی منی معصوم بچیاں جن کی عمریں پانچ چھ سال ہوں گی وہ بھی حضور انور کا ہاتھ پکڑ کر چومتیں اور روتی تھیں۔

☆......اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ لجنہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں دو ہزار کے لگ بھگ خواتین اپنے آقا کے دیدار کے لئے بیتاب تھیں۔ حضور انور نے ان کو بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ میں آپ سے بہت خوش ہوں۔ آپ کے ڈسپلن نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ بچوں اور بچیوں نے حیرت انگیز ڈسپلن دکھایا ہے۔ اتنا بڑا مجمع ہے اور ذرا بھی شور نہیں اور کوئی آواز نہیں۔

☆......شام چھ بجے کے قریب اجتماعی دعا کے بعد حضور انور Garut کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت کا پُر رقت جذباتی منظر ناقابل بیان ہے۔ رات ساڑھے سات بجے Garut شہر آمد ہوئی اور ایک ہوٹل میں قیام فرمایا۔

**۲۷/جون بروز منگل:** صبح پونے پانچ بجے نماز فجر حضور انور نے مسجد محمود میں پڑھائی۔ ہوٹل سے اس کا فاصلہ سات کلو میٹر تھا۔ انڈونیشیا میں یہ سب سے پہلی احمدیہ مسجد ہے جو حضرت مولوی رحمت علی صاحب مرحوم نے ۱۹۳۷ء میں تعمیر کروائی تھی۔

☆......صبح دس بجے بنڈوگ (Bandug) کے لئے روانگی ہوئی۔ روانگی سے قبل حضور انور نے میزبان فیملیز کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔ ڈیوٹی والے خدام سے مصافحہ فرمایا اور گروپ فوٹو ہوا۔ پونے بارہ بجے بنڈوگ آمد ہوئی۔ یہاں پر ساڑھے چار ہزار کے قریب احباب جماعت نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے اور ان کے ساتھ مختصر مجلس سوال و جواب ہوئی۔ ڈیڑھ بجے نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں

☆......چار بجے حضور انور مولانا عبدالواحد صاحب مرحوم کے مکان پر کچھ دیر کے لئے تشریف لے گئے۔ مولانا عبدالواحد صاحب پہلے انڈونیشین مبلغ تھے۔ ساڑھے چار بجے سے چھ بجے تک فیملی ملاقاتیں ہوئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مجلس عرفان ہوئی جو رات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔

**۲۸/جون بروز بدھ:** صبح پونے پانچ بجے نماز فجر مسجد مبارک بانڈونگ میں ادا کی گئیں۔ ساڑھے پانچ بجے بانڈونگ سے واپس جکارتہ کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں ایک پر فضا مقام پر نصف گھنٹہ کے لئے رکے۔ ایک ہوٹل میں ناشتے کا انتظام تھا۔ ساڑھے نو بجے جکارتہ پہنچے۔

☆......ساڑھے دس بجے صدارتی محل کے لئے روانگی ہوئی جہاں صدر مملکت انڈونیشیا سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ دو بجے محل میں پہنچے اور بیس منٹ تک صدر مملکت انڈونیشیا سے ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات بہت اچھے ماحول میں ہوئی۔ الحمد للہ۔ ملاقات کے بعد صدارتی محل کے پریس روم میں پریس کانفرنس ہوئی جہاں حضور انور نے پریس کے نمائندوں کے سوالات کے جوابات دئے۔ پریس کانفرنس سے فارغ ہو کر حضور انور جکارتہ کی سنٹرل مسجد الھدایۃ تشریف لے گئے جہاں نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ اس وقت حاضری ساڑھے تین ہزار تھی۔ تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور خواتین کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ سات بجے نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد واپسی ہوئی۔

**۲۹/جون بروز جمعرات:** صبح ساڑھے آٹھ بجے ریجنٹ ہوٹل کے لئے روانگی ہوئی اور نو بجے ہوٹل پہنچے۔ یہاں "Indonesian Muslim Intellectuals Dialogue" کے تحت ایک پروگرام میں حضور ایدہ اللہ کا خطاب تھا۔ پروگرام کی صدارت پروفیسر دوام نے کی۔ حضور انور نے "Islam & the Prospect of Muslims Revival: Considering Existential Problems in the 21st Century" کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ بعدہ سوالات کا موقع دیا گیا۔ یہ پروگرام پونے بارہ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد واپسی ہوئی۔

☆......ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ جماعت کے مرکز پارنگ کے لئے روانہ ہوئے جہاں جماعت کا سالانہ جلسہ ۳۰/جون بروز جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے۔ پانچ بجے مرکز پہنچے۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔

☆......معائنہ کے بعد حضور انور نے پہلے مجلس خدام الاحمدیہ کے ہال کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کے بعد مجلس انصار اللہ کے ہال کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ ☆......☆......☆

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

## محترم عیسیٰ درد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم ستمبر ۹۹ء میں محترمہ صالحہ درد صاحبہ اپنے چھوٹے بھائی محترم عیسیٰ درد صاحب (ابن حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ) کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ جب اچھی (عیسیٰ درد) پیدا ہوا تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے اس کے کان میں اذان دی اور انگلی پر شہد لگا کر چٹوایا۔ چونکہ اچھی تین بہنوں کے بعد پیدا ہوا تھا اس لئے اس کی پرورش بڑے لاڈ سے شروع ہوئی۔ ابھی اچھی کی عمر دس سال تھی کہ شفقت پدری سے محروم ہو گیا اور کچھ ہی دیر کے بعد والدہ کو فالج کا ایسا حملہ ہوا کہ وہ معذوروں کی طرح ہو گئیں۔ تب میں نے خاص طور پر اچھی کا خیال رکھنا شروع کیا۔ شروع سے ہی اُس میں دوسروں کے کام آنے کا بہت جذبہ تھا۔ بازار سے کچھ لینے جاتا تو کئی دوسرے گھروں کا سودا بھی لے آتا، دوسروں کی مدد کرکے خوش ہوتا۔ ایک بار میں نے اسے ایک بیکار لڑکے کے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا تو بلا کر ڈانٹا۔ اچھی نے مجھے بتایا کہ وہ اُس لڑکے کو ملنے نہیں گیا تھا بلکہ وہ لڑکا تو کہیں باہر کھیل رہا تھا اور اُس کی ماں بار بار اُسے آوازیں دے رہی تھی، میں نے جا کر پوچھا، وہ بیمار تھی اور دوا منگوانے کے لئے پکار رہی تھی۔ میں تو دوا لاکر اُسے دینے گیا تھا۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کیلئے عموماً تنگ نہیں کرتا تھا میری کوشش ہوتی کہ اس کی خواہشیں ضرور پوری ہوں، آسائش نہ سہی سہولت میسر رہے۔ جب کبھی ان کی کوئی خواہش پوری نہ کرسکنے پر آزردہ ہوتی تو مجھے حوصلہ دلاتا۔ میرے ماموں مرحوم ساتھ والے مکان میں رہتے تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو سکول جاتے وقت کچھ جیب خرچ دیتے تھے۔ انہوں نے اس کو بھی روزانہ چونی دینا شروع کر دی۔ میں نے کہا: اچھی! حضورؓ کی مہربانی کے بعد ہم بہن بھائی ہی ایک دوسرے کیلئے کافی ہیں، تم کسی اور سے کچھ نہیں لوگے، اسی میں تمہارا وقار ہے۔ چنانچہ اُس نے چونی لینے سے معذرت کرلی اور ساری زندگی دوسروں سے کسی قسم کی مدد لینا گوارا نہیں کیا۔

بچپن سے ہی دوست نواز تھا۔ دوستوں کی تواضع کرکے خوش ہوتا۔ B.Sc کا امتحان دینے کے بعد، نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی، شیزان جوس فیکٹری میں ملازمت کرلی اور چند ہی مہینوں میں اُس نے محنت کرکے اپنی ذات کو منوالیا۔ جب مارکیٹنگ کا کام اُس کو سونپا گیا تو اس فیلڈ میں بھی بہت کامیاب رہا۔ بینز جوس فیکٹری کے ایک افسر کی بیوی نے مجھے ایک بار بتایا کہ مارکیٹ میں عیسیٰ درد "ٹائیگر" کے نام سے مشہور ہیں۔

اچھی نے زندگی بھر کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ ہردم کسی نہ کسی تعمیری کام میں مصروف رہتا۔ بے باک احمدی کے طور پر خلافت کے ساتھ گہری وابستگی رکھتا تھا۔ لاہور کی مجلس عاملہ کا فعال رُکن تھا۔ لجنہ لاہور کی گاڑی کی ہر قسم کی ذمہ داری لمبے عرصہ تک سنبھالے رکھی۔ ماتحت عملہ کے ساتھ دوستانہ سلوک روا رکھتا لیکن فرائض میں تساہل قابل برداشت نہ تھا۔ حلقہ احباب میں ہر قسم کے لوگ شامل تھے۔ ایک سابق وفاقی وزیر کہنے لگے کہ لوگ ہماری کرسی کو سلام کرتے ہیں لیکن عیسیٰ درد ایک ایسا شخص تھا کہ میں اگر اقتدار سے الگ ہوتا تو پہلے سے بڑھ کر رابطہ رکھتا۔ شیزان فیکٹری کے ایک ادنیٰ ملازم نے بتایا کہ ایک روز دیر سے کام پر پہنچا تو درد صاحب کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ میرا والد بیمار ہے۔ آپ اُسی وقت میرے ساتھ آئے۔ بیمار والد کو سہارا دے کر گاڑی میں بٹھایا اور ڈاکٹر سے معائنہ کروانے کے بعد دوائی خرید کر دی۔ واپس گھر اتار کر کچھ رقم بھی دی کہ پھل اور دودھ لے لینا۔

جب مخالفت کی وجہ سے جماعت کے بے گناہ لوگ زیادتی کا نشانہ بنتے تو اچھی فوراً کوشش کرتا اور کئی بار قتل اور اغوا کے جھوٹے جرائم میں ملوث کئے جانے والوں کو ایک رات بھی حراست میں نہیں رہنے دیا۔ اچھی بے خوف ہوکر اپنے مراسم سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ خدمت خلق اُس کے کردار کا نمایاں ترین وصف تھا۔ وہ عام سا انسان دکھائی دیتا تھا لیکن حادثہ کے فوراً بعد گھر کے اندر اور باہر لوگوں کا ہجوم ہوگیا۔ ہم اُن میں سے بیشتر کو جانتے بھی نہ تھے۔ وہ سب بھی ایک دوسرے کو نہیں جانتے تھے۔ ہر کوئی عیسیٰ کو جانتا اور محبت کرنے والا تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر چہرہ ملول تھا۔ بہت سے لوگ دھاڑیں مار مار کر روئے۔ عیسیٰ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جو موت بھی نہ چھین سکی تھی۔

......❁......❁......❁......

## محترم محمد عقیل صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۰؍ستمبر ۹۹ء میں محترم محمد عقیل صاحب معلم وقف جدید کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ آپ ۱۴؍ستمبر ۹۹ء کو وفات پاگئے۔ آپ محکمہ آبپاشی میں ملازم تھے۔ خود احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء میں اُس وقت وقف کیا جب آپ کا نام اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے لئے تجویز ہو چکا تھا اور ڈیڑھ سو روپے تنخواہ تھی۔ لیکن آپ نے بطور معلّم چالیس روپے ماہوار وظیفہ پر خدمت دین کا آغاز کیا اور بہت سی جگہوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ گزشتہ آٹھ سال سے معلمین کلاس میں درس و تدریس سے وابستہ تھے، اپنے محلّہ کی مسجد میں لمبا عرصہ امام الصلوٰۃ بھی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا بھی رکھی تھی۔ طب کے بارہ میں ایک کتاب بھی لکھی۔ حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ پسماندگان میں آپ نے بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں۔ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ جرمنی آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔

......❁......❁......❁......

## محترم چودھری رشید احمد زیروی صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵؍ستمبر ۹۹ء میں مکرمہ محمودہ سعدیہ صاحبہ اپنے والد محترم چودھری رشید احمد زیروی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ یکم جنوری ۱۹۴۲ء کو زیرہ ضلع فیروزپور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے B.Ed., M.A.(History), L.L.B تک تعلیم حاصل کی اور کچھ عرصہ تک تعلیم کے شعبہ سے منسلک رہ کر تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں ملازمت کرنے کے بعد اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی اور ۱۹۸۳ء سے تادم آخر شعبہ شماریات اور دفاتر تحریک جدید میں خدمت کی توفیق پائی۔ بوقت وفات نائب وکیل الدیوان تھے۔ مختلف اوقات میں جلسہ سالانہ پر ناظم عمومی اور ناظم سوئی گیس رہے۔ ۹۰ء سے ۹۵ء تک مسلسل جلسہ قادیان میں شامل ہوکر لنگر خانہ قادیان میں ڈیوٹی کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ پنج وقتہ نماز، تہجد اور تلاوت کے پابند تھے۔ ۲۵؍مئی ۹۷ء کی صبح وفات پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......❁......❁......❁......

## محترم مرزا منور بیگ صاحب شہید

محترم مرزا منور بیگ صاحب ابن مکرم مرزا سردار بیگ صاحب ۱۹۲۷ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں کام پر لگادیے گئے اس لئے زیادہ تعلیم حاصل نہ کرسکے۔ جب جوان ہوئے تو سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرنے لگے اور ۱۹۵۳ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ پھر جلد ہی اپنے پورے خاندان کو احمدی کرلیا جو دس افراد پر مشتمل تھا۔ آپ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں للیانی ضلع قصور میں جماعت کا قیام عمل میں آیا اور آپ وہاں کے صدر جماعت بھی رہے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ چونگی امرسدھو لاہور منتقل ہوگئے۔

دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں محترم مرزا صاحب کی مخالفت زوروں پر تھی۔ ۱۷؍اپریل ۱۹۸۶ء کو ایک مولوی کا شاگرد منشاء نامی منصوبہ کے مطابق وہاں آیا اور ایک لڑکے کو کہا کہ مرزائیوں کے گھر کے دروازے کے سامنے پیشاب کرو۔ آپ نے لڑکے کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانا اور اسی وقت منشاء نے آپ پر پستول سے فائر کردیا۔ آپ کو فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا جہاں ۱۸؍اپریل کو آپ وفات پاگئے۔ آپ موصی تھے اور بوقت وفات مجلس انصاراللہ کے زعیم تھے۔

جو مولوی اس شہادت میں ملوث تھا اُسے بعد میں کینسر ہوگیا اور اُس کے جسم سے اس قدر بدبو آتی تھی کہ ڈاکٹروں نے اُسے ہسپتال میں داخل کرنے سے انکار کردیا اور وہ سسک سسک کر اپنے انجام کو پہنچا۔ یہ مختصر مضمون مکرم رانا مبارک احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷؍اگست ۹۹ء میں شامل اشاعت ہے۔

......❁......❁......❁......

## مارکوپولو

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۷؍اگست ۹۹ء میں مکرم وقاص احمد خان صاحب کے قلم سے مارکوپولو کے بارہ میں ایک مختصر مضمون شائع ہوا ہے۔

مارکوپولو ۱۲۵۴ء میں اٹلی کے شہر وینس میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ نیکولو پولو تاجر تھا جو ۱۲۶۰ء میں اپنے بھائی میفیو پولو کے ساتھ خان اعظم قبلائی خان سے ملاقات اور تجارتی سفر پر چین روانہ ہوا۔ ۱۲۶۹ء میں دونوں بھائی واپس آئے اور پاپائے روم کو قبلائی خان کا خط پہنچایا جس میں درخواست کی گئی تھی کہ سو پڑھے لکھے پادری چین روانہ کریں تاکہ منگولوں میں مسیحیت کی تبلیغ کی جاسکے۔

جس وقت دونوں بھائی اٹلی پہنچے تو پاپائے روم کا انتقال ہوچکا تھا۔ ۱۲۷۱ء میں یہ دوبارہ چین روانہ ہوئے اور اب ان کے ہمراہ دو پادری اور مارکوپولو بھی تھا۔ پادری جلد ہی سفر کی صعوبتوں سے گھبرا کر واپس لوٹ گئے اور تینوں سیاح ۱۲۷۵ء میں قبلائی خان کے دربار میں حاضر ہوئے۔ مارکوپولو نے جلد ہی بادشاہ کو اپنا گرویدہ کرلیا اور بادشاہ نے اسے اپنا سفیر بناکر برما، کوچین اور ہندوستان بھیجا۔ بعد میں اسے ایک صوبے کا حاکم بھی مقرر کردیا۔

جب سیاحوں کو اپنے وطن کی یاد ستانے لگی تو قبلائی خان ان کی جدائی پر آمادہ نہ ہوتا تھا۔ آخر سترہ برس گزرنے کے بعد اس شرط پر بادشاہ کی اجازت ملی کہ پہلے ایک منگول شہزادی ایران پہنچانے کی مہم سر کریں گے۔ چنانچہ یہ شہزادی کو ایران پہنچاتے ہوئے ۲۴؍برس بعد ۱۲۹۵ء میں اپنے وطن واپس پہنچ گئے جہاں ان کے اہل خانہ نے بھی انہیں پہچاننے سے انکار کردیا۔ لیکن جب انہوں نے اپنے قصے سنائے اور زر و جواہر دکھائے تو اُنہیں یقین آگیا۔

۱۲۹۸ء میں وینس کی جینوا والوں سے لڑائی ہوئی تو مارکوپولو جنگی قیدی بنالیا گیا اور وہ ایک سال جیل میں رہا۔ یہاں اُس نے ایک ساتھی قیدی کو اپنا سفرنامہ لکھوایا جو Travels of the Marcopolo کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مختلف ممالک کی تاریخ اور ان کی رسوم کا حال بیان کیا گیا ہے اور چنگیز خان اور اُسکے پوتے قبلائی خان کے متعلق تفصیلات بھی ہیں۔ بعض داستانوں کی سچائی پر پہلے شبہ کیا جاتا تھا لیکن حالیہ تحقیقات سے ثابت ہوگیا ہے کہ وہ صحیح ہیں۔ مارکوپولو نے ۸؍جنوری ۱۳۲۶ء کو وفات پائی۔

# Muslim Television Ahmadiyya
# Programme Schedule for Transmission

17/07/2000 – 23/07/2000

*Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344*

### Monday 17th July 2000

| | |
|---|---|
| 00.05 | Tilawat, News |
| 00.40 | Children's Corner: Class No. 79, Final Pt With Hadhrat Khalifatul Masih IV ® |
| 01.10 | Liqa Ma'al Arab: Session No.383® |
| 02.20 | Documentary: Handicraft.Pakistan ® |
| 02.50 | Urdu Class: Lesson No.357® Rec: 07.03.98 |
| 04.25 | Learning Chinese: Lesson No.175 ® |
| 04.55 | Mulaqat Hadhrat Khalifatul Masih IV with Young Lajna & Nasirat Rec: 26.03.00® |
| 06.05 | Tilawat, News |
| 06.35 | Children's Corner: Kudak No.34 |
| 07.00 | Dars ul Quran No. 15 Rec:07.02.96 |
| 08.35 | Liqa Ma'al Arab: Session No.383 |
| 09.40 | Urdu Class: Lesson No.357 Rec.07.03.98 ® |
| 11.00 | Indonesian Service: Friday Sermon with Indonesian Translation |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.35 | Learning Norwegian: Lesson No.73 |
| 13.05 | *Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec:10.04.00* |
| 14.05 | Bengali Service: Various Items |
| 15.05 | Homeopathy Class: Lesson No.138 |
| 16.10 | Children's Corner: Lesson No.80, Part 1 With Hadhrat Khalifatul Masih IV |
| 16.55 | German Service: Various Programmes |
| 18.05 | Tilawat, Dars Malfoozat |
| 18.25 | Urdu Class: Lesson No. 358 Rec:11.03.98 |
| 19.30 | Liqa Ma'al Arab: Session No.384 |
| 20.30 | Turkish Programme: Various Items |
| 21.05 | Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec.10.04.00 ® |
| 22.05 | Islamic Teachings: Prog.No.10/ Part 2 |
| 22.20 | Homeopathy Class: Lesson No.138® |
| 23.30 | Learning Norwegian: Lesson No.73 ® |

### Tuesday 18th July 2000

| | |
|---|---|
| 00.05 | Tilawat, News |
| 00.30 | Children's Corner: Lesson No.80, Part 1® |
| 01.05 | Liqa Ma'al Arab: Session No.384 |
| 02.10 | MTA Sports: Kabbadi Produced by MTA Pakistan |
| 03.00 | Urdu Class: Lesson No.358 ® |
| 04.25 | Learning Norwegian: Lesson No.73 ® |
| 04.55 | *Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec.10.04.00®* |
| 06.05 | Tilawat, News |
| 06.40 | Children's Class: Lesson No.80, Part 1 ® |
| 07.15 | Pushto Programme: F/S Rec.24.09.99 With Pushto Translation |
| 08.25 | Islamic Teachings: Programme No.10, ® |
| 08.40 | Liqa Ma'al Arab: Session No.384® |
| 09.55 | Urdu Class: Lesson No.358 ® |
| 10.55 | Indonesian Service: Various Programmes |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.35 | Le Francais C'est Facile: Lesson No.14 |
| 13.00 | *Bengali Mulaqat: Rec:.04.04.00* |
| 14.00 | Bengali Service: Various Items |
| 15.00 | Tarjumatul Quran Class: Lesson No.110 |
| 16.05 | Le Francais C'est Facile: Lesson No.14 ® |
| 16.30 | Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.54 |
| 17.00 | German Service: Various Items |
| 18.05 | Tilawat, Darsul Hadith |
| 18.30 | Urdu Class: Lesson No.359 Rec:13.03.98 |
| 19.40 | Liqa Ma'al Arab: Session No 385 |
| 20.35 | MTA Norway: 'Jesus in India' – Part 5 |
| 21.05 | *Bengali Mulaqat: Rec:04.04.00 ®* |
| 22.05 | Hamari Kaenat : Part 52 Produced by MTA Pakistan |
| 22.30 | Tarjumatul Quran Class: Lesson No.110 ® |
| 23.30 | Le Francais C'est Facile: Lesson No.14 ® |

### Wednesday 19th July 2000

| | |
|---|---|
| 00.05 | Tilawat, News |
| 00.40 | Children's Corner: Yassernal Quran ® |
| 01.10 | Liqa Ma'al Arab: Session No.385 ® |
| 02.05 | *Bengali Mulaqat: Rec.04.04.00* |
| 03.10 | Urdu Class: Lesson No.359 ® |
| 04.30 | Le Francais C'est Facile: Lesson No.14 ® |
| 04.55 | Tarjumatul Quran Class: Lesson No.110 ® |
| 06.05 | Tilawat, News |
| 06.40 | Children's Corner: Yassernal Quran ® |
| 07.10 | Swahili Programme:Seerat un Nabi (saw) Host: Maulana Abdul Basit Shahid Sahib |
| 08.10 | Hamari Kaenat: No.52 ® |
| 08.40 | Liqa Ma'al Arab: Session No.385 ® |
| 09.45 | Urdu Class: Lesson No.359 ® |
| 10.55 | Indonesian Service: Various Items |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.40 | Urdu Asbaaq Lesson No.07 |
| 12.55 | *Atfal Mulaqat: Rec: 12.07.00* |
| 14.00 | Bengali Service: Various Items |
| 15.00 | Tarjumatul Quran Class: Lesson No.111 |
| 16.05 | Urdu Asbaaq: Lesson No.07 ® |
| 17.00 | German Service: Various Items |
| 18.05 | Tilawat |
| 18.15 | Urdu Class: Lesson No.360 |
| 19.40 | Liqaa Ma'al Arab: Session No.386 |
| 21.40 | French Programme: L'eveil Production MTA France. |
| 21.10 | *Atfal Mulaqat: Rec.12.07.00®* |
| 22.10 | Lajna Magazine: Perahan |
| 22.40 | Tarjumatul Quran Class: Lesson No.111 ® |
| 23.40 | Urdu Asbaaq: Lesson No.07 ® |

### Thursday 20th July 2000

| | |
|---|---|
| 00.05 | Tilawat, News |
| 00.30 | Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog. From Rabwah ® |
| 01.10 | Liqaa Ma'al Arab: Session No.386 ® |
| 02.05 | *Atfal Mulaqat: Rec.12.07.00 ®* |
| 03.10 | Urdu Class: Lesson No.360 ® |
| 04.40 | Urdu Asbaq: Lesson No.07 ® |
| 04.55 | Tarjumatul Quran Class: Lesson No.111 ® |
| 06.05 | Tilawat, News |
| 06.35 | Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog. From Rabwah ® |
| 07.10 | Sindhi Programme: F/S Rec.22.01.99 |
| 08.15 | Lajna Magazine: Perahen |
| 08.40 | Liqa Ma'al Arab: Session No.386 |
| 09.40 | Urdu Class: Lesson No.360 ® |
| 10.55 | Indonesian Service: Various Items |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.40 | Learning Arabic: Lesson No.52 ® |
| 12.55 | *Liqaa Ma'al Arab: Rec.13.07.00* |
| 13.55 | Bengali Service: F/Sermon Rec: 25.03.94 With Bangali Translation |
| 15.00 | Homeopathy Class: Lesson No.139 |
| 16.05 | Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.55, Produced by MTA Pakistan |
| 16.30 | Children's Corner: Prog. Moshaira |
| 16.55 | German Service: Various Items |
| 18.05 | Tilawat, Dars-e- Malfoozat |
| 18.10 | Urdu Class: Lesson No.361 Rec:18.03.98 |
| 19.40 | *Liqaa Ma'al Arab: Rec.01.04.98 ®* |
| 20.40 | MTA Lifestyle: Al Maidah Presentation of MTA Pakistan |
| 21.00 | Tabarukaat: Speech by Maulana Abul Ata Jalandhari Sahib. J/S 1969 |
| 21.50 | Quiz History Of Ahmadiyyat No.48 Host: Abdul Sami Khan Sahib |
| 22.35 | Homeopathy Class: Lesson No.139 ® |
| 23.40 | Learning Arabic: Lesson No.52 ® |

### Friday 21st July 2000

| | |
|---|---|
| 00.05 | Tilawat, Dars ul Hadith, News |
| 00.45 | Children's Corner: Yassernal Quran ® |
| 01.10 | *Liqaa Ma'al Arab: Rec.13.07.00 ®* |
| 02.10 | Tabarukaat: Speech Jalsa Salana 1969 ® |
| 03.05 | Urdu Class: Lesson No.361 ® |
| 04.20 | MTA Lifestyle: Al Maidah ® |
| 04.35 | Learning Arabic: Lesson No.52 ® |
| 04.50 | Homeopathy Class: Lesson No.139 ® |
| 06.05 | Tilawat, News |
| 06.40 | Children's Corner: Yassernal Quran ® |
| 07.00 | Quiz; History of Ahmadiyyat No.48 ® |
| 07.45 | Saraiky Programme: F/S Rec.08.10.99 With Siraiky Translation |
| 08.30 | Liqa Ma'al Arab: Rec.13.07.00 ® |
| 09.35 | Urdu Class: Lesson No.361 ® |
| 10.50 | Indonesian Service: Tilawat, Malfoozat,.... |
| 11.30 | Bengali Service: Various items |
| 12.05 | Tilawat, Dars Malfooznt, News |
| 12.55 | Nazm, Darood Shareef |
| 13.00 | Friday Sermon (Live) |
| 14.00 | Documentary: An Exhibition on Khilafat Library - Rabwah |
| 14.30 | *Majlis -e –Irfan : Rec.14/07/2000 With Hadhrat Khalifatul Masih IV* |
| 15.30 | Friday Sermon: Rec.21.07.00 ® |
| 16.30 | Children's Corner: Class No.24, Part 2 Produced by MTA Canada |
| 17.00 | German Service: Various Items |
| 18.05 | Tilawat, Dars ul Hadith |
| 18.30 | Urdu Class: Lesson No.355 Rec: 20.03.98 |
| 19.45 | Liqa Ma'al Arab: Session No.387 |
| 20.45 | MTA Belgium: Children's Class, No.42 Host: Naseer Ahmed Shahid Sahib |
| 21.20 | Documentary: An Industrial Exhibition of Khilafat Library - Rabwah |
| 21.40 | Friday Sermon : Rec.21.07.00® |
| 22.55 | *Majlis -e –Irfan : Rec.14/07/00, ®* |

### Saturday 22nd July 2000

| | |
|---|---|
| 00.05 | Tilawat, News |
| 00.40 | Children's Corner: Class No.24, Part 2 ® Produced by MTA Canada Hosted by Naseem Mehdi Sahib |
| 01.10 | Liqa Ma'al Arab: Session No.387 ® |
| 02.15 | Friday Sermon: Rec.21/07/00® |
| 03.20 | Urdu Class: Lesson No.362 :Rec.20.03.98® |
| 04.20 | Computers for Everyone: Part 58 |
| 04.55 | *Majlis -e –Irfan : Rec.14/07/00, ®* |
| 06.05 | Tilawat, News |
| 06.40 | Children's Corner: Class No.24, Part 2 ® Produced by MTA Canada |
| 07.30 | MTA Mauritius: Various Progs. |
| 08.35 | Documentary: An Exhibition. of Khilafat Library - Rabwah |
| 09.00 | Liqa Ma'al Arab: Session No.387 ® |
| 10.00 | Urdu Class: Lesson No.362 ® |
| 11.00 | Indonesian Service: Various Items |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.40 | Learning Danish: Lesson No.36 |
| 12.55 | *German Mulaqat: Rec:15.07.00* |
| 13.55 | Bengali Service: Various Items |
| 14.55 | Quiz: Khutabat-e-Imam From 16th July 1999 Khutbah |
| 15.25 | MTA Variety: Entertainment Programme Produced by MTA Pakistan |
| 15.50 | Children's Class: With Huzoor Rec:22.07.00 |
| 16.50 | German Service: Various Items |
| 18.05 | Tilawat, |
| 18.20 | Urdu Class: Lesson No.363 Rec:21.03.98 |
| 19.30 | Liqa Ma'al Arab: Session No.388 Rec:02.04.98 |
| 20.45 | Arabic Programme: Various Items |
| 21.30 | Children's Class Rec: 22.07.00 ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV |
| 22.30 | MTA Variety: Entertainment Programme® |
| 22.55 | *German Mulaqat:Rec.15.07.00 ®* |

### Sunday 23rd July 2000

| | |
|---|---|
| 00.05 | Tilawat, News |
| 00.50 | Quiz Khutabat e Imam 20/27.11.98 |
| 01.10 | Liqa Ma'al Arab: Session No.388 ® |
| 02.05 | Canadian Horizons: Children's Class 46 |
| 03.05 | Urdu Class: Lesson No.363 ® |
| 04.30 | Learning Danish: Lesson No.36 ® |
| 04.55 | Children's Class: With Hazoor Rec.22.07.00 ® |
| 06.05 | Tilawat, News, Preview |
| 07.05 | Quiz Khutbat-e-Imam 20/27th.11.98 |
| 07.25 | *German Mulaqat: Rec.15.07.00®* |
| 08.25 | MTA Variety:Entertainment programme |
| 08.40 | Liqa Ma'al Arab: Session No.388 ® |
| 10.05 | Urdu Class: Lesson No.363 ® |
| 10.55 | Indonesian Service: Various Programmes |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.45 | Learning Chinese: Lesson No.176 With Usman Chou Sahib |
| 13.15 | Mulaqat: Young Lajna:Rec.16/07/00 |
| 14.15 | Bengali Service: Various Programmes |
| 15.15 | Friday Sermon: Rec.21.07.00 |
| 16.35 | Childrens' Corner: No.80, Final Part |
| 17.00 | German Service: Various Items |
| 18.05 | Tilawat, |
| 18.15 | Urdu Class: Lesson No.364 Rec.25/03/98 |
| 19.40 | Liqa Ma'al Arab: Session No.389 |
| 20.45 | Documentary: Sut Khunjerab, Presentation of MTA Pakistan |
| 21.20 | Dars ul Quran: Lesson No.16 |
| 22.50 | Mulaqat: Young Lajna ® Rec:16/07/00 in London |



Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
*English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,*
Prepared by the MTA Scheduling Department.

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 Friday, July 14, 2000 Issue No. 28


## حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

### میثاق مدینہ کی مقدس اور تاریخی دستاویز

جس طرح رَحمَۃٌ لِلعَالَمِین ، خَاتَمُ النَّبِیِّین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع حقوق انسانی کا عالمی چارٹر ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کا "میثاق مدینہ" (مہاجرین، انصار اور یہود کا معاہدہ) ایک حقیقی اسلامی حکومت کے لئے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے جو مسلم مملکت کی فکری اور سیاسی وحدت کا ضامن ہے اور آزادیٔ ضمیر کا شاہکار ہے۔

مؤرخ اسلام علامہ ابن ہشام (متوفی ۸۲۸ء یا ۸۲۳ء مدفن فسطاط قاہرہ) نے اس بصیرت افروز معاہدہ کا عربی متن ابن اسحاق کے حوالہ سے اپنی تاریخ میں ریکارڈ کر دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس معاہدہ میں یہود کو ان کے دین و مال کی حفاظت کا یقین دلایا اور ان کے حقوق و فرائض بھی واضح فرمائے حتی کہ معاہدہ کے آغاز ہی میں لکھوایا:

"اِنَّھُمْ اُمَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ مِنْ دُوْنِ النَّاس"

یعنی اس معاہدہ میں شامل دوسرے لوگوں کے مقابل "امت واحدہ" ہیں۔ بالفاظ دیگر ہر ایک شہری کو برابر کے حقوق حاصل ہونگے اور ملکی معاملات میں کسی اعتبار سے بھی اس کو دوسرے درجہ کے شہری تصور نہیں کیا جائے گا۔

پاکستان کے نام نہاد مذہبی راہنماؤں کو چونکہ صرف اپنے اقتدار سے دلچسپی ہے، قرآن و سنت سے کوئی غرض نہیں۔ اس لئے وہ "میثاق مدینہ" کی مقدس اور تاریخی دستاویز کے خلاف عملاً پوری قوت سے علم بغاوت بلند کئے ہوئے ہیں اور اسی لئے ملک میں "جداگانہ انتخاب" کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔

اس ضمن میں ملک کے نامور کالم نویس جناب ارشاد حقانی صاحب کا ایک فکرانگیز نوٹ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں

"جداگانہ انتخابات کو باقی رکھنا ہرگز دو قومی نظریئے کا تقاضا اور پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے۔ قائداعظم سے بڑھ کر کوئی شخص دو قومی نظریئے کے تقاضوں کو سمجھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور وہ قیام پاکستان سے پہلے اور بعد متعدد دفعہ اقلیتوں کو یہ یقین دلاتے رہے کہ وہ پاکستان میں دوسرے درجے کی شہری نہیں ہوں گی۔ اقلیتوں کے اکثر و بیشتر نمائندے ریکارڈ پر جداگانہ انتخابات کی مخالفت کر چکے ہیں اور ہم یہ عجیب صورتحال دیکھ رہے ہیں کہ اکثریتی طبقہ جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کر رہا ہے۔

یوں بھی طریق انتخاب کی بحث کو پاکستان کی نظریاتی اساس کے لئے فیصلہ کن اہمیت دینے والوں کو میثاق مدینہ (دنیا کے پہلے تحریری دستور) کی کلاز نمبر ۲ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: "اِنَّھُمْ اُمَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ مِنْ دُوْنِ النَّاس"۔ یعنی "وہ امت واحدہ" ہیں جس میں کوئی دوسرا انسان شریک نہیں۔ یہاں "وہ" سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد وہ فریق ہیں جو میثاق مدینہ کا حصہ بنے اور ظاہر ہے کہ ان میں یہود مدینہ شامل تھے۔ اب اگر ہادیٔ برحق کے دئے ہوئے میثاق میں معاہدے کے تمام فریقوں بشمول یہود مدینہ کو "ملت واحدہ" کہا گیا ہے تو آج پاکستان کے تمام باشندوں کو ملت واحدہ کیوں نہیں کہا جا سکتا۔ میثاق مدینہ کے اجزائے ترکیبی کو ملت واحدہ اس حقیقت نے بنایا تھا کہ وہ مدینے کی ریاست کی حدود کے اندر آباد تھے۔ نیز انہوں نے میثاق کے تحت حضورؐ کو تمام تنازعات میں آخری اتھارٹی تسلیم کیا تھا۔ پاکستان میں رہنے والی اقلیتیں بھی پاکستان کے دستور اور اس کے تحت قائم ہونے والی حکومت کو اتھارٹی تسلیم کرتی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ ووٹ دینے کا حق نہ دیا جائے۔

مخلوط انتخابات رائج ہونے کے بعد خود اقلیتیں مطالبہ کر سکتی ہیں کہ ہماری کچھ نہ کچھ نمائندگی یقینی بنانے کے لئے نشستیں مخصوص کی جائیں۔ یہ مطالبہ قابل فہم ہوگا اور اس کی پذیرائی ہونی چاہئے۔ جو مذہبی حلقے اس بنا پر جداگانہ انتخابات پر اصرار کر رہے ہیں کہ اس کو چھوڑنا تحریک پاکستان کی بنیاد منہدم کرنا ہے انہیں قائداعظم کے خیالات اور میثاق مدینہ کے الفاظ کی روشنی میں اپنی سوچ پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ یوں بھی ہمیں جان لینا چاہئے کہ جداگانہ انتخابات کا طریقہ اپنانے سے ہمیں داخلی طور پر کوئی ایک بھی فائدہ نہیں ہوگا البتہ خارجی طور پر اس کے متعدد نقصانات ہیں"۔

(اخبار جنگ لاہور ۱۳/مئی ۲۰۰۰ء)

---

تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں

## دوسرا ایک روزہ نیشنل تربیتی سیمینار

(رپورٹ: میاں غلام مرتضیٰ۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں تربیتی اور دعوۃ الی اللہ کے کام کو تیز کرنے کے لئے اس سال کا دوسرا نیشنل تربیتی سیمینار ۲۹/اپریل ۲۰۰۰ء کو مسجد احمدیہ دارالسلام میں منعقد کیا گیا۔

**تیاری:** اس تربیتی سیمینار کے لئے بہت پہلے سے تیاری کی گئی تھی۔ پورے ملک کے ۹ مبلغین، ۳۴ معلمین اور ۲۰۵ کے قریب عہدیداران، نومبایعین اور داعیان الی اللہ کو سیمینار کے پروگرام کے ساتھ دعوت نامے بھجوائے گئے تاکہ باہمی تبادلۂ خیالات اور ایک دوسرے کے تجربات کے پیش نظر آئندہ لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔ مکرم و محترم مظفر احمد درانی صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ کی طرف سے اس سیمینار کا انتظام و صدارت مکرم محمود خمیس موبیرہ صاحب، نیشنل سیکرٹری تربیت کے سپرد کی گئی تھی جنہوں نے اس فرض کو بخوبی نبھایا۔

**افتتاحی اجلاس:** جماعتی روایات کے مطابق سیمینار کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور بعد میں ایک دوست نے بہت اچھی آواز میں نظم پڑھی۔ افتتاحی خطاب محترم محمود خمیس موبیرو صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں نومبایعین کو اپنی مدد آپ کے تحت اپنی تربیت آپ کرنے پر زور دیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ داعیان الی اللہ سے آپ نے فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ نومبایعین سے رابطہ کریں۔ اور ان کی تربیتی ضروریات ان تک پہنچائیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے بتایا کہ ۱۵ سواحیلی کتب جو کہ عرصہ سے نایاب تھیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ ان سے بھی استفادہ کریں۔

اسی طرح آپ نے نمازوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ہر جماعت میں ایک کمیٹی ہو جو نومبایعین کو خصوصاً باجماعت نمازوں پر قائم کرے۔ اور آپ نے کہا کہ اپنی پرانی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے لازمی چندہ میں کچھ نہ کچھ ضرور ادا کریں۔ اس سے تزکیہ نفس ہوگا اور قربانی کی عادت ہوگی۔

افتتاح کے بعد معلم عبداللہ مبانگا نے تربیتی امور پر توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ تربیت کے لئے ہر نومبایع کا اپنے مقامی مرکز سے ضرور رابطہ کروانا چاہئے۔

**دوسرا اجلاس:** چائے کے وقفہ کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں داعیان الی اللہ کے علاوہ کئی نومبایعین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ Inguruka سے ایک نومبایع نے کہا کہ جماعت احمدیہ ہی اصلی معنوں میں خدا کی جماعت ہے جس کی سچائی سورج کی طرح ظاہر ہے جس میں حضرت محمد مصطفیؐ کا حقیقی اسلام ہے۔ اور ممبران جماعت بھی خالص اسلامی ہیں اور حقیقی محبت کرنے والے ہیں اور یہ سب کچھ ایک امام، ایک خلیفہ کے تحت ہونے کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح Iringa سے ایک نومبایع نے ذکر کیا کہ میں نے جماعت کے خلاف بہت سی باتیں سنی تھیں۔ میں نے احمدیہ سنٹر میں پہنچ کر جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کیا تو مجھے ایک احمدی دوست نے "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کتاب مطالعہ کے لئے دی جس کے پڑھنے پر مجھے احمدیت کی حقیقت کا علم ہوا کہ یہی حقیقی مسلم نمائندہ جماعت ہے جو کہ ایک خلیفہ کے ماتحت ہے۔

**میٹنگ مبلغین و معلمین:** ملک بھر کے تمام مبلغین اور معلمین کی ایک الگ تربیتی میٹنگ کی گئی جس کی صدارت مکرم و محترم امیر صاحب تنزانیہ نے کی۔ اس میٹنگ میں تربیتی ضروریات کے لئے لٹریچر اور دیگر سامان کا جائزہ لیا گیا اور تربیت کے لئے مزید لٹریچر شائع کرنے کا عزم کیا گیا۔ کچھ تربیتی سامان جو فوراً فراہم کیا جا سکتا تھا وہ کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب نے تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ تربیت کا کام جاری رہے لیکن جولائی کے بعد ایک دفعہ بھرپور توجہ دی جائے اور اس سے پہلے پہلے نیا تربیتی لٹریچر بھی پہنچا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ قارئین سے ان پروگراموں کے بہت بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

---

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔